موسم سرخ گلابوں کے ہیں

عفت سحر پاشا

پہلے تو میں چیخ کے رویا، پھر ہنسنے لگا
بادل گرجا، بجلی چمکی، تم یاد آئے
دن بھر تو میں دنیا کے دھندوں میں کھویا رہا
جب دیواروں سے دھوپ ڈھلی، تم یاد آئے

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

وہ الجھے دماغ کے ساتھ فائل سامنے رکھے میٹنگ میں ڈسکس ہونے والے تمام پوائنٹس سمجھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی کہ جبھی پیون نے ایک وزیٹنگ کارڈ اس کے سامنے لا رکھا۔ اس نے بے توجہی سے کارڈ پر نظر دوڑائی۔ دل سکڑ کر پوری قوت سے پھیلا تھا جیسے ایک لمحے کو دھڑکن رک گئی ہو۔

"سید حیدر علی۔" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے گلاس اٹھا کر چند گھونٹ پانی پیا۔

"ان سے کیا کہوں؟" پیون کے مودبانہ سوال پر اس نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر خود کو ریلیکس کیا۔ پھر گہری سانس کھینچ کر بولی۔

"انہیں اندر بھیجو۔"

دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ وہ جو فائل پر نظریں گاڑے خود کو بہت بزی شو کر رہی تھی بے اختیار ہی انہیں دیکھنے لگی۔ اور اگلا لمحہ اس کے لئے بے حد حیران کن تھا۔ حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلیں اور لب وا ہو گئے۔

"پاپا!" اس کے ہونٹوں کی بے آواز حرکت ان سے مخفی نہیں رہ سکی۔ وہ کرسی کی بیک پر ہاتھ رکھے اس کے مقابل کھڑے تھے۔

"کیا میں یہ یقین کر لوں کہ تم مجھے پہچان گئی ہو گرچہ زندگی میں پہلی بار مجھے دیکھ رہی ہو۔" وہ بے حد یقین سے بولے۔ اس میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ اٹھ کر کھڑی ہی ہو جاتی۔

وہ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بے حد آزردگی سے بولے۔

"کیا تم میرے سینے سے نہیں لگو گی؟"

وہ جو ان چند مہینوں میں بمشکل خود کو سنبھال پائی تھی ریزہ ریزہ ہونے لگی۔ ان کی بھیگی آواز اس کے دل کو بھینچ گئی۔ اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ہر بات اور ہر غم جیسے بھولتی چلی گئی۔ ہر مصلحت اور ہر اندیشے کو پس پشت ڈال کر وہ ان سے لپٹ کر رونے لگی۔

وہ سٹنگ روم میں اس کے سامنے بیٹھے تھے اور وہ بے آواز بہتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کر رہی تھی۔

"اگر مجھے خبر ہوتی کہ وہ اتنی آسانی سے زندگی سے ناتا توڑ لے گا تو میں کبھی بھی یہاں سے نہ جاتا۔" شدت جذبات سے ان کی آنکھیں خون رنگ ہو رہی تھیں۔

"پاپا آپ کو آخری وقت تک یاد کرتے رہے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ دکھ کی تند و تیز لہر انہیں اندر سے کاٹ گئی۔

"میں اپنی نااہلی پر زندگی بھر شرمندہ رہوں گا۔" ان کے لہجے میں محسوس کئے جانے والا دکھ اور بے چینی تھی۔

"اور تم کہاں رہ رہی ہو۔ آئی مین کس کے پاس؟" انہوں نے اس سے نظریں ملائے بغیر دھیمے لہجے میں پوچھا تو چند لمحوں تک وہ خود کو بولنے کے قابل بناتی رہی۔

"میں خالہ کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ وہ میرے ساتھ ہیں اپنی فیملی سمیت۔" وہ نا چاہتے ہوئے انہیں بتا رہی تھی۔ وہ کچھ الجھ سے گئے۔

"جہاں تک بھابی کا تعلق ہے وہ اکیلی بہن تھیں پھر یہ خالہ؟" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر ذہن پر زور دیا۔

"جی امی کی اسٹیپ سسٹر ہیں لیکن میرے لئے بالکل ماں جیسی ہیں۔" اس نے گویا ان کی مشکل حل کی۔

"میرا دل اب تک اس تلخ حقیقت کو قبول نہیں کر رہا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ وہاں تھا تو اسے بھولا ہوا تھا سوچا بھی نہیں تھا کہ میری غلطی پر وہ ایسا روٹھے گا کہ منوں مٹی تلے جا سوئے گا۔"

ان کی آواز میں دکھ اور تکلیف کا بے پناہ احساس ہلکورے لے رہا تھا۔ اسے زیاں کا احساس رلانے لگا۔

"آپ نے پاپا کے ساتھ بہت برا کیا۔ انہیں بالکل

Please register!
Visual Watermark

خفا کردیا۔ اور تھا ہی کون ان کا سوائے آپ کے۔ وہ ہارٹ پیشنٹ تھے مگر وہ آخر تک مجھ سے چھپاتے رہے۔ میں جانتی ہوں انہیں، ہر پل میری فکر مار رہی تھی۔"

وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ نقصان ایسا تھا کہ رگوں میں محشر برپا تھا۔

"تم تو جانتی ہی ہوگی کہ میں کتنا دلبرداشتہ ہو کر یہاں سے گیا تھا۔ یہاں کی ہواؤں پر سے بھی میرا اعتبار اٹھ گیا تھا اور پھر ایک ہی جنون تھا کہ بزنس ٹائیکون بننا ہے۔ سب کو دکھا دینا ہے کہ حیدر علی اب ایسی پرسنیلٹی نہیں کہ اسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔ اور آج سزا یہ بھگت رہا ہوں کہ اپنے بھائی کو کھو بیٹھا۔"

"آپ کو کس بات کا دکھ ہے۔ آپ تو اپنے جنون میں، اپنے آپ کو منوانے میں اتنے مگن رہے کہ کبھی پلٹ کر بھی چھوٹے بھائی کو نہیں دیکھا۔ انکل آپ نے تو یہ بیس برس محض بیس دنوں کی طرح گزار دیے اور پاپا کی یہ حالت تھی کہ ایک ہی دھن ہر وقت ذہن پر سوار رہتی تھی کہ کہیں سے آپ کا اتہ پتہ مل جائے اور امی کی ڈیتھ کے بعد تو وہ اور بھی پریشان رہنے لگے تھے۔ شاید انہوں نے بہت پہلے موت کی آہٹ سن لی تھی۔" اس کا تلخ لہجہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ لحظہ بہ لحظہ اک ہسٹریائی کیفیت اس پر طاری ہو رہی تھی۔

"لیکن آپ کو اس سے کیا۔ کیونکہ آپ بیٹی کے نہیں بیٹے کے باپ تھے۔ آپ ایک ایسی بیٹی کے باپ نہیں تھے جو کسی کی منکوحہ تو تھی مگر اس کے نام کا کہیں چرچا نہیں تھا۔ آپ ہارٹ پیشنٹ نہیں تھے آپ نے کبھی کسی سوچ سے خوف محسوس نہیں کیا ہوگا مگر میرے پاپا نے کیا ہے۔ انہوں نے کئی راتیں اسی دکھ میں جاگ کر گزار دیں کہ اگر آپ کبھی نہ لوٹے تو ان کی بیٹی کا کیا ہوگا۔ جو نہ تو سہاگن کہلائی جائے گی اور نہ ابھاگن۔ ابھی شاید وہ اور زندہ رہ لیتے مگر اک یہی غم انہیں لے بیٹھا۔ آپ ہی ذمہ دار ہیں ان کی موت کے آپ۔" وہ چلا رہی تھی رو رہی تھی۔ وہ اپنے دکھ بمشکل قابو پا کر اٹھے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا مگر وہ

ان کا ہاتھ جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کو پہلی بار دیکھا تو آپ بالکل پاپا کی طرح لگے۔ پھر آپ کی خوشبو سے لگا کہ آپ واقعی میرے پاپا ہیں۔ مگر جب اپنے نقصان کے متعلق سوچتی ہوں تو آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور وہ لب بھینچے شرمسار کھڑے تھے۔

"آپ نہیں جانتے مگر اب جان لیں کہ میں نے ساری عمر آپ سے نفرت کرتے ہوئے گزاری ہے اور اب اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں سر جھکا کر آپ کے ساتھ چل دوں گی تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ پاپا کی زندگی میں تو ایسا ہو سکتا تھا مگر اب...." اس نے تلخی سے کہتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ تو وہ جو ششدر سے بظاہر نرم و نازک دکھائی دینے والی روقاش کا یہ حیران کن روپ دیکھ رہے تھے تڑپ اٹھے۔

"میں اپنی غلطی مانتا ہوں بہت شرمندہ ہوں میں۔"

"آپ کی شرمندگی سے اگر میرے پاپا واپس آ سکتے ہیں تو مجھے ایسی باتیں کرنے کا واقعی حق نہیں تھا۔" اس نے تلخی سے کہا۔ لحظہ بھر کو وہ چپ رہ گئے۔

"میں ہمیشہ کے لیے یہاں آگیا ہوں۔" قدرے توقف سے انہوں نے کہا تھا۔

"ہنہ۔" وہ استہزائیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔ "اب کیا فائدہ؟"

"حقیقتوں سے نظریں چرائی نہیں جا سکتیں تم کل بھی میری بہو تھیں آج بھی ہو۔" وہ اس کے لب و لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے نرمی سے بولے۔

اس کا دل دکھ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر یکلخت اس کی رنگت سرخ ہونے لگی۔

"گزرے کل کے بارے میں تو آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں لیکن میرے آج پر صرف اور صرف میرا حق ہے۔"

اس کا لہجہ کاٹ دار اور انداز بے حد مضبوط تھا۔ انہیں یوں لگا جیسے ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہ گیا۔

"کیا میں تمہارے باپ کی جگہ نہیں لے سکتا؟"

UrduPhoto.com
dua786@www.oneurdu.com

وہ بہت بے بسی سے بولے تو روقاش کے دل کو کچھ ہونے لگا مگر اس نے کمزور لمحات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیا اور اکھڑے لہجے میں بولی۔

"نہیں میرے پاپا مجھے کبھی تکلیف دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور آپ کی وجہ سے تو میرا اتنا عظیم نقصان ہو گیا ہے پھر آپ ان کی جگہ کیسے لے سکتے ہیں؟"

"یہ محض وقتی غصہ ہے روقاش! تم جس رشتے میں بندھی ہو وہ اتنا کمزور نہیں کہ اسے یوں اگنور کیا جائے۔ یہ رشتہ تمہارے باپ کی خوشی اور ماں کی مرضی سے طے ہوا تھا۔" وہ کسی امید کے تحت بولے تو اس نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

"تب میں بچی تھی۔ لیکن اب نہیں ہوں۔ آپ اب یہ بات بھول جائیں۔"

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولی پھر ان کے کچھ کہنے سے پہلے بول اٹھی۔

"میرے خیال میں اس ٹاپک کا کلوز ہو جانا ہی بہتر ہے۔ ویسے بھی مجھے بہت امپورٹنٹ کام نمٹانا ہے۔"

اس کے لہجے کی رکھائی اور انداز سے جھلکتی بے رخی کے باوجود انہوں نے جھک کر بالکل پاپا کی طرح اس کی پیشانی چوم لی۔ تو وہ فوراً ہی رخ موڑ گئی۔ آنسو پلکوں کی باڑ تک آ پہنچے تھے اسے ڈر ہوا کہیں وہ جذبات میں نہ بہہ جائے۔

"تم چاہے مجھے دھکے دے کر یہاں سے نکال دو میں پھر بھی آتا رہوں گا۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں کہہ کر رکے نہیں بوجھل قدموں سے چلتے آفس سے نکل گئے۔ وہ کتنے ہی لمحے ساکت کھڑی رہی پھر ٹوٹی شاخ کی طرح صوفے پر گر پڑی۔ جو کچھ ہو رہا تھا اس کی برداشت سے کہیں زیادہ تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونا شروع کر دیا۔ کافی دیر رونے کے بعد دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو وہ واش روم میں جا کر منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔

کس قدر اچانک اس کی زندگی میں ان کے آجانے سے ہلچل سی مچ گئی تھی۔

حیدر علی کہنے کو تو پاپا کے بڑے بھائی تھے مگر زندگی کا سب سے بڑا دکھ بھی انہیں اپنے اسی بڑے بھائی سے پہنچا تھا۔ برسوں پہلے بیوی کی وفات کے بعد ان کا دل وطن سے اچاٹ ہونے لگا۔ ان کی ایک خامی یہ بھی تھی کہ وہ اسٹیٹس کانشس تھے دولت کمانے کی دھن بھی وطن چھوڑنے کے خیال کے پیچھے کارفرما تھی۔ بڑے بھائی کے تیور دیکھتے ہوئے اسے وطن سے جوڑے رکھنے اور سب سے بڑھ کر خود سے وابستہ رکھنے کے لئے پاپا نے ننھی سی روقاش کو ہمیشہ کے لئے ہمام حیدر سے جوڑ دیا۔ جس کی زندگی کا فیصلہ تھا اسے خبر بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک دن حیدر علی بیٹے کو لے کر نکلے تو امریکہ کی بے حس فضاؤں میں ایسے کھوئے کہ واپسی کا رستہ ہی بھول گئے۔ اور اب بیس سال بعد وہ اس خود ساختہ جلاوطنی سے نجات پا کر آئے تھے تو یوں کہ اب پیچھے کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا کہ انہوں نے پیچھے رہ جانے والوں کا خیال کیا ہی کب تھا۔ زمانے کے ساتھ دوڑنے کی لگن نے انہیں اس قدر خود غرض بنا دیا کہ انہوں نے اپنے رشتوں کو گویا بھلا ہی دیا۔ یوں گئے کہ پلٹ کر کسی سے رابطہ بھی نہیں کیا اور روقاش ہی کا غم اس کے پاپا کو لے بیٹھا تھا۔ جب تک شریک حیات زندہ رہیں انہوں نے اس مسئلے کی سنگینی کو اس حد تک محسوس نہیں کیا مگر ان کے بعد تو ہر لمحہ انہیں دھڑکا ہی لگا رہتا تھا کہ کہیں انہیں کچھ ہو گیا تو روقاش کا کیا بنے گا۔

وہ نڈھال سی اپنی چیئر پر آ بیٹھی سامنے پڑی فائل کو پرے دھکیل دیا۔ حالانکہ اس نے بزنس خالو جان کے حوالے کر رکھا تھا مگر اتنی ہی ذمہ داری اس پر بھی تھی۔ بزنس سے متعلق تھوڑی بہت شدبد تھی۔ بی اے کے بعد فارغ تھی تب وہ پاپا کے ساتھ آفس آتی رہی تھی پاپا نے اسے زیادہ سے زیادہ ساتھ رکھا تھا شاید ان کے ذہن میں یہی رہا ہو کہ آگے اسے سب اکیلے ہی سنبھالنا ہے۔ اس نے ذہن سے سب کچھ جھٹک کر

اس کام اٹھایا اور مینجر صاحب کو اندر بلایا۔

"آئیے [illegible] صاحب بیٹھیں۔" اس نے ادھیڑ عمر مینجر صاحب کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

"آپ نے ان ایگری منٹس کا کیا کیا جو پاپا کرنے والے تھے؟" وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

"میڈم۔! دونوں ایگری منٹس بہت پرافٹ ایبل ہیں ان میں نقصان والی کوئی بات ہی نہیں پہلے بھی ظہیر انڈسٹریز اور رائل اینڈ کو کے ساتھ اچھا خاصا بزنس رہا ہے ہمارا۔" وہ اس کی پوری تسلی کرا رہے تھے۔ پھر ذرا ہچکچا کر بولے۔

"میں آپ سے ایک بات کہوں؟"

"آف کورس۔ کوئی بھی بات جس سے بزنس کو نقصان ہو رہا ہو یا بزنس کے لئے پرافٹ ایبل ہو آپ بنا ہچکچاہٹ کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ کے علاوہ پورے آفس میں میں کسی پر اعتماد نہیں کرتی۔ اس لئے آپ کو کہیں بھی کوئی غلطی یا فائدہ جسے ہم اگنور کر رہے ہوں دکھائی دے تو فوراً اس کی نشاندہی کریں۔" اس نے ان کی [illegible] محسوس کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی۔

"دراصل میڈم۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ باقاعدگی سے آفس جوائن کریں۔ اتنا وسیع و عریض بزنس یوں [illegible] کے حوالے کر دینا بالکل بھی دانش مندی کی بات نہیں۔ [illegible] آپ کے خالو جان۔۔۔ معاف کیجئے گا بالکل بھی بزنس مائنڈڈ نہیں ہیں اور جو شخص بزنس کی الف ب سے واقف نہ ہو وہ جو بھی فیصلہ کرے [illegible] کے نتیجے میں ظاہر ہے ہمیں بہت بڑے نقصان کا [illegible] ہے۔" وہ دھیمے انداز میں کہہ رہے تھے۔ وہ اپنی جگہ [illegible] بیٹھی رہ گئی۔ کتنے آرام سے وہ اپنی ذمہ داری سے [illegible] چرائے ہوئے تھی مگر اب یکایک ڈھیر ساری ٹینشن نے گھیرے میں لے لیا تھا۔

"یہ بات میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ آپ تو پھر بھی بزنس سے واقفیت رکھتی ہیں مگر آپ کے انکل اس کی الف ب سے بھی ناواقف ہیں۔ اور ابھی پچھلے دنوں میں نے ان سے بات کی تھی نئی مشنریز منگوانے کے متعلق وہ بھی انہوں نے آئی گئی کر دی۔" ان کی باتیں سن کر وہ اور ٹینس ہونے لگی۔

"آپ مجھ سے کہتے نسیم صاحب۔" وہ ذرا خفگی سے بولی۔

"ابھی تو کہہ رہا ہوں میڈم کہ آپ کو باقاعدگی کے ساتھ آفس جوائن کرنا چاہئے کم از کم آپ کے پاس تجربہ تو ہے باقی میں ہر وقت تیار ہوں جہاں بھی کوئی مشکل پڑے آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں۔" وہ مودبانہ لہجے میں بولے تو اس نے پرسوچ انداز میں سر ہلایا۔

"ہوں۔۔۔ اور اکاؤنٹس کی کیا کنڈیشن ہے؟"

"وہ۔۔۔" انہوں نے انگلیوں سے پیشانی رگڑی۔ "میڈم جتنا پہلے بینک بیلنس تھا اتنا ہی ہے۔" وہ آہستگی سے بولے۔

"اور سن رائز والوں نے جو پے منٹ کی تھی وہ؟" وہ بیساختہ آگے جھکی اور حیرت سے پوچھا۔

"میڈم میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ اس کے متعلق آپ کے انکل بہتر جانتے ہیں۔" انہوں نے گول مول انداز میں کہا تو وہ تاسف سے پُر لہجے میں بول اٹھی۔

"پھر بھی آپ ہمارے بہی خواہ ہونے کے دعوے دار ہیں۔" اس کے طنزیہ لہجے پر وہ [illegible] سے ہو گئے۔

"دراصل آپ آرڈر کر چکی ہیں کہ آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے انکل کے سائن چل سکتے ہیں اس لئے اب انہیں کوئی روک تو نہیں سکتا۔"

"اوہ۔۔۔" وہ گہری سانس کھینچتی پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی۔ اس کی خوبصورت پیشانی شکن آلود تھی۔

"ویل۔۔۔۔ میں یہ آرڈر واپس لے رہی ہوں۔ اور اب میں باقاعدگی سے آفس جوائن کر رہی ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ ہر مشکل میں میری مدد کریں گے۔"

وہ [illegible] لے کر بولی تو انہوں نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ وہ [illegible] ان سے نئی مشینری کے متعلق گفتگو کرنے لگی۔ وہ [illegible] تفصیل سے اسے سمجھا رہے تھے۔ اور جب خالو جان کو اپنے اختیارات میں

کمی کا علم ہوا تو وہ بھڑک اٹھیں۔

"پلیز خالو جان۔ میں نے ہی آپ سے یہ سب کرنے کو کہا تھا۔ یہ ذمہ داری آپ پر میں نے ہی ڈالی تھی اور اب میں ہی آپ کو آزاد کر رہی ہوں اور ویسے بھی اب میں بزنس سنبھال سکتی ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تو انہوں نے تلملا کر بیوی کی طرف دیکھا۔

"دیکھ رہی ہو یہ ہے میری چار ماہ کی محنت کا صلہ۔"

خالہ بھی منہ سجائے بیٹھی تھیں۔ تڑخ کر بولیں۔

"بھئی کتنا بھی کر لیں رہیں گے تو سوتیلے ہی نا۔"

"کمال کرتی ہیں خالہ آپ بھی۔ میں نے کبھی آپ کو سوتیلا سمجھا ہے کیا؟ اور خالو جان بزنس سے بالکل نابلد ہیں۔" وہ جھنجلائی۔

"اور چار ماہ میں جس بزنس کو میں نے ترقی دی ہے وہ؟" وہ تلملا کر بولے [illegible] افسوس کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آگئی۔

"وہ تو میں دیکھ کر آرہی ہوں جو ترقی آپ نے دی ہے۔" وہ بات [illegible] رہی تھی۔

"ٹھیک ہے بابا۔ جو تمہارے دل میں آئے کرو۔"

انہوں نے سر جھٹک کر نخوت سے کہا تو وہ ان کے انداز پر کڑھتی اپنے کمرے میں آگئی۔ لائٹ آن کر کے اس نے دوپٹہ اور بیگ صوفے پر پھینکا اور [illegible] کر کے بستر پر بیٹھ گئی۔ سستی سے جوتے اتارے اور لیٹ گئی۔

پاپا کی یاد اس قدر شدت سے آرہی تھی کہ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"کتنی بڑی ذمہ داری مجھ پر ڈال گئے ہیں آپ پاپا۔" وہ آنکھوں پر بازو رکھ کر بے آواز رونے لگی۔

اور خالو جان پر وہ کس قدر اعتماد کرتی تھی۔ یہ نہیں علم تھا کہ سوتیلا کبھی سگے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تبھی تصور پر حیدر علی کا نقش جھلملایا۔

انہوں نے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلا ہے پاپا۔ میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ اس نے سوچا۔

رات کے کھانے پر خالہ اور خالو جان دونوں چپ چپ تھے۔ وہ انہیں مکمل طور پر نظر انداز کر کے اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ بھینی بھینی خوشبوؤں میں بسی سنبل پنسل ہیل کی ٹک ٹک بجاتی ڈائننگ روم میں آئی۔

"اماں بابا! میں جا رہی ہوں ہو سکتا ہے تھوڑی لیٹ ہو جاؤں۔"

اس نے [illegible] بتایا ساتھ ہی خالہ سے مخاطب ہوئی۔ تو وہ حیرت سے ایک نظر اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر رہ گئی۔ بھڑکیلے [illegible] فل میک اپ میں بڑی ٹپ ٹاپ سے نظر آرہی تھی وہ حالانکہ یہاں آنے سے پہلے وہ خاصی سادہ رہتی تھی۔

"کدھر کے ارادے ہیں۔ وہ بھی اس وقت؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھی۔

"مابدولت کنسرٹ میں جا رہے ہیں۔ پتہ ہے علی حیدر، ابرار الحق اور شہزاد رائے بھی آرہے ہیں۔ تم بھی چلو۔" اس نے بڑے اشتیاق اور تفاخر سے بتا کر اسے آفر کی۔ اس نے بنا کوئی جواب دیے لمبی سانس اندر کھینچی اور بو [illegible] گی۔ سنبل بے نیازی سے شانے اچکا کر باہر نکل گئی۔

"رات گئے کنسرٹ ختم ہو گا۔ کم از کم خالو جان آپ ہی چلے جاتے اس کے ساتھ۔" وہ رہ نہ سکی جواب میں انہوں نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اپنی سہیلیوں کے ساتھ جا رہی ہے وہ۔ اور مجھے کوئی بے اعتمادی نہیں ہے اس پر۔ اچھی بھلی سمجھدار اور فرمانبردار بیٹی ہے میری۔"

ان کی بات پر وہ چپ رہ گئی۔ دل تو چاہا کہ انہیں بتا دے [illegible] فرنچ داڑھی والی "سہیلی" سنبل کے ساتھ کچھ زیادہ [illegible] ہے مگر اس نے لب بھینچ کر خود پر قابو پا لیا۔

* * *

"یوں تو کچھ نہیں ہو گا روفاش۔"

سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہے۔ یہ کوئی ایسا کچا بندھن نہیں ہے کہ تم جھٹک کر دامن چھڑا لو۔"

اس کی بیسٹ فرینڈ ضویا اسے سمجھا رہی تھی جب کہ وہ بے دلی سے آئس کریم کے پیالے میں چمچ گھما رہی تھی۔

"میرا دل نہیں مانتا ضوئی۔" وہ حد درجہ بے بسی سے بولی تو ضویا نے پر سوچ انداز میں اسے دیکھا۔

"تم پہلے خود ہمام حیدر کو چیک کرو۔ ضروری نہیں ہے کہ اسے بھی تم اپنے خالو جان کے نظریات کی پٹی باندھ کر دیکھو۔"

وہ صاف گوئی سے بولی تو اس نے گھور کر ضویا کو دیکھا۔

"کیوں..... خالو جان کیا غلط کہتے ہیں؟" اس نے تنک کر پوچھا تو وہ ٹشو پیپر سے ہونٹ پونچھتی ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی پھر استہزائیہ لہجے میں بولی۔

"اچھا اتنے عقل مند ہوگئے ہیں؟"

"شٹ اپ ضویا۔" وہ خفگی سے بولی۔

"[illegible] ایسا کیا ہے انہوں نے اور تمہیں وہ گنگا نہائے لگتے ہیں مان گئے بھئی تمہیں۔"

وہ [illegible] لہجے میں بولی تو اس کی صاف گوئی نے اسے زچ کردیا۔

"بالکل۔" وہ بے اطمینانی سے بولی۔ تو وہ چڑ گئی۔ پھر خود پر قابو پا کر بولی۔

"تم جانتی ہو کہ میں بے ایمانی کرنے والوں کو یا دھوکہ دینے والوں کو اپنے ارد گرد برداشت نہیں کرسکتی۔" وہ بالکل سنجیدہ تھی۔

"پھر یہ ڈبل پالیسی کیوں؟ انہیں برداشت کر رہی ہو۔ وہ بھوکے نہیں مریں گے بینک بیلنس بنالیا ہے انہوں نے۔" وہ ناگواری سے بولی۔ اس کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجبوری ہے میری۔ اکیلی تو رہ نہیں سکتی۔"

"وٹ..... یو مین ساری عمر انہیں یونہی برداشت کرتی رہوگی؟" اس نے حیرت سے پوچھا تو وہ [illegible] کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"روشی.....! تمہیں ہمام حیدر سے ملنا پڑے گا۔ یہ تمہاری مجبوری ہے۔"

ضویا نے بہت سنجیدگی سے کہا تو وہ گاڑی کا لاک کھولتی اس پر غصیلی نگاہ ڈال کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور اس کے لیے اگلا دروازہ کھولا۔

"میں مجبور نہیں ہوں۔"

وہ سن گلاسز آنکھوں پر چڑھاتے ہوئے گاڑی ریورس کرنے لگی۔

"ہنہ..... اسی لیے بلیک میل ہو رہی ہو اپنے خالو جان کی دھوکے بازی سے۔"

وہ خالو جان کو چبا کر بولی تو غصے کے باوجود اسے ہنسی آگئی۔

"انکل سے میری کتنی ہی مرتبہ ملاقات ہوچکی ہے۔ وہ بضد ہیں رخصتی کے لیے۔ جب کہ میں پہلی ملاقات میں ہی انہیں جواب دے چکی ہوں۔ میں اس شخص کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہوں جو اتنا مضبوط اور قریبی تعلق ہونے کے باوجود اس قدر لاتعلق رہا۔ میرے وجود سے۔" وہ ونڈ اسکرین کے پار نظریں جمائے جذباتی انداز میں کہہ رہی تھی۔ ضویا نے لب بھینچ کر اسے دیکھا پھر دانت کچکچا کر بولی۔

"تمہیں تکلیف کیا ہے؟"

"تم خود سوچو ضوئی جس شخص نے ساری عمر میری یا میرے پاپا کی خبر نہیں لی وہ اب پلٹا ہے تو کس لالچ میں؟" وہ اس کی بات ان سنی کر کے اس سے پوچھنے لگی۔

"یو مین..... بزنس؟" اس نے بے یقینی سے روقاش کو دیکھا۔

"یہ تو کوئی پاگل بھی سمجھ سکتا ہے۔" وہ بے پروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔ تو وہ سوچوں میں ڈوب گئی پھر [illegible] دیر بعد بولی۔

"اب [illegible] لالچ ہے یا نہیں لیکن میں پھر بھی کہوں گی کہ ہمام حیدر ہی تمہارے لیے بیسٹ ہوگا۔"

اس کے یقین بھرے انداز پر اس نے ناگواری

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

سے اسے دیکھا۔
"تمہیں کیا الہام ہوا ہے؟"
"روقاش۔! جس سے بھی تمہاری شادی ہوگی یہ بزنس یہ جائیداد تمہارے ساتھ ہی اس کی تحویل میں جائے گی اور تم کسی کے دل میں اتر کر یہ معلوم نہیں کر سکتیں کہ وہ کس قدر ایماندار یا دھوکے باز ہے۔"
وہ بے حد سنجیدگی سے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے بولی۔ روقاش سے رہا نہیں گیا اس نے فوراً جواب دیا۔
"لیکن وہ دونوں میرے پاپا کی موت کا سبب بنے ہیں آخری وقت تک انہیں میری فکر تھی کہ ان کے بغیر میرا کیا ہوگا؟"
"تم پاگل ہو۔ تمہیں اگر کوئی تحفظ دے سکتا ہے تو وہ تمہارا شوہر ہے دوسرا کوئی نہیں۔ سمجھیں مسز ہمام حیدر؟" وہ آخر میں شرارت سے بولی تو اس نے جان بوجھ کر اسٹیئرنگ گھما کر گاڑی ذرا سی لہرائی۔ ضویا کی چیخ نکل گئی۔
"اب کوئی بکواس کی تو ہو سکتا ہے کہ دوبارہ تمہاری آنکھیں کسی اسپتال میں کھلیں۔"
وہ دم سادھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی اڑی رنگت دیکھ کر روقاش نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔
"آئندہ کبھی تمہارے ساتھ کہیں گئی تو پھر کہنا۔"
وہ تلملا کر بولی۔
"اچھا۔۔۔" انداز مضحکہ اڑانے والا تھا۔ پھر دوبارہ ہنسنے لگی۔ ضویا غور سے اسے دیکھے گئی۔ ہنستے ہوئے اس کے رخساروں میں ڈمپل بہت خوبصورت لگتے تھے۔
"کیا ہوا؟" وہ جھینپ گئی۔
"میں سوچ رہی ہوں کہ حیدر انکل جب بھی آفس آئے مگر ہمیشہ تنہا ہی۔ ہمام حیدر کیوں نہیں آیا؟" پرسوچ انداز میں بولی۔ تو تلخ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر امڈ آئی۔
"تم اور پھر بھی مجھے الٹے سیدھے مشورے دیتی ہو۔" اس نے ڈپٹ کر کہا وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔ پھر متفکر لہجے میں بولی۔
"روقاش مجھے تمہاری بہت فکر ہے۔"
اس کے خلوص پر روقاش کو بے ساختہ پیار آ گیا۔ اس نے بے اختیار اس کے شانے پر بازو پھیلا کر اسے خود سے قریب کیا تو گاڑی ذرا سی لہرا گئی۔ ضویا چلا اٹھی۔
"یہ کیا طریقہ ہے؟" اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا۔
"مجھے پیار آ گیا تھا۔"
"او مائی گاڈ۔" وہ تیکھے چتون سے ماتھے پر ہاتھ مار کر بولی۔
"کبھی ہمام حیدر کے ساتھ سفر میں ایسی سچویشن۔۔۔"
وہ شرارت بھرے انداز میں کچھ کہنے لگی تھی کہ اس نے غراہٹ آمیز لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔
"اگر کوئی فضول بات کی تو گاڑی اس پول پر چڑھا دوں گی۔ جو ایفل ٹاور سے چند انچ ہی چھوٹا نظر آ رہا ہے۔"
اس کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ گھر آنے تک ضویا کی بولتی بند ہی رہی۔ وہ گاڑی سے اتر کر اس کی کھڑکی میں آ جھکی۔
"کل شام یاد رکھنا۔" اس نے تنبیہہ کی تو روقاش نے پھر ...
"یار سوائے تم لوگوں کے میں کسی کو جانتی تک نہیں اور پھر یہ پارٹی انکل کے مہمانوں کی ہے تمہارے لئے نہیں۔" جواباً وہ بڑے آرام سے بولی۔
"شٹ اپ۔ ایک دفعہ کہہ دیا میں نے تو پھر تمہیں ضرور آنا ہے۔ ایک سرپرائز بھی ہے تمہارے لئے۔" اس کی آنکھیں چمکیں اور لبوں پر شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔
"ضوئی یار پلیز۔ انکل کیا سوچیں گے؟ چلو گھر میں پارٹی ہوتی تو اور بات تھی لیکن ہوٹل میں تو اور ہی بات ہو جاتی ہے۔" وہ کہنے لگی۔
"میں ڈیڈی کو جانتی ہوں وہ تمہیں اچھی طرح سمجھائیں گے۔" اس نے باقاعدہ خفا ہو کر دھمکی دی تو روقاش کو جھکنا پڑا۔

UrduPhoto.com
dua.786@www.oneurdu.com

"ایک تو تمہاری ناک بنی ہی غصہ دھرنے کے لئے ہے مگر اس پارٹی میں مزہ کیا آئے گا؟"

"بالکل نیا اسٹائل ہے یار۔ اور مزہ کیوں نہیں آئے گا۔ باتیں کریں گے۔ میوزیکل گروپس کو سنیں گے۔ پتہ ہے ڈیڈی نے اپنے بزنس پارٹنرز کو انوائیٹ کیا ہے اور اس کے علاوہ ممی کی فرینڈز ہوں گی بھائی کے فرینڈز ہوں گے بہت مزہ آئے گا۔ گرینڈ پارٹی ہے یار۔ تمہیں تو پتہ ہے سال میں ایک مرتبہ ڈیڈی یہ ہلا گلا ضرور کرتے ہیں۔"

وہ اسے مجبور کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی وہ گہری سانس لے کر اگنیشن میں چابی گھمانے لگی۔

"او کے آئی ول سی۔" اس کے بے نیازانہ انداز نے ضوبا کو تپا دیا وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"تم باس ہو گی اپنے آفس میں۔ یہاں میں تمہیں ایک عدد تھپڑ بھی رسید کر سکتی ہوں۔" اس کے انداز پر روقاش اپنی ہنسی پر قابو نہیں رکھ پائی۔

"اوکے یار۔ سر کے بل آؤں گی اب خوش؟"

"پھر [illegible] تمہارا [illegible] دیکھو [illegible] یہ کہ گاڑی میں [illegible] یہ بہانے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" وہ جھک کر اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے مصنوعی خفگی سے بولی تو روقاش نے اس کو گھور کر دیکھا۔ پھر ہنس کر گاڑی اسٹارٹ کی اور اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا دیا وہ بھی ہاتھ ہلاتی گیٹ کراس کر گئی۔

اس کی کمپنی میں وہ جیسے سب غم بھولنے لگتی تھی۔ ضوبا اس کی بچپن کی دوست تھی اس کی ہمراز، ہمدرد اور غمگسار۔ مخلص اور پیار کرنے والی۔ آج بھی وہ بہت ہلکی پھلکی ہو کر لوٹی تھی مگر گھر پہنچنے پر ایک ہنگامہ اس کا منتظر تھا۔ وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو تبھی خالو جان نے خالہ پر برسنا شروع کر دیا۔ وہ تو کچھ سمجھ ہی نہیں پائی کہ کیا مسئلہ ہے سنبل پاس بیٹھی کیوٹکس لگانے میں اس طرح مگن تھی جیسے اس سے پر سکون ماحول اسے کبھی ملا ہی نہ ہو۔

"کیا بات ہے آپ یوں چلا کیوں رہے ہیں؟"

وہ بیزار کن انداز میں بولی۔ تو وہ اس پر الٹ پڑے۔

"ہاں ہاں کہہ لو جو کہنا ہے بھئی تمہارے در پر جو پڑے ہیں اس لئے تمہارا حق بنتا ہے ہماری بے عزتی کرنا۔"

وہ ششدر سی انہیں دیکھتی رہ گئی پھر حیرت سے پوچھنے لگی۔

"میں نے کیا کیا ہے خالو جان؟"

انہوں نے اسے تو کوئی جواب نہیں دیا مگر پھر سے خالہ پر برسنے لگے۔

"اچھے بھلے اپنے گھر میں رہ رہے تھے ہم۔ کسی کے آگے یوں ہاتھ تو نہیں پھیلانے پڑتے تھے تمہیں ہی شوق اور ہمدردی کا بخار چڑھا تھا۔"

خالہ تنگ آ کر رونے لگیں تو وہ چڑ کر ان سے مخاطب ہوئی۔

"آپ مجھ سے بات کریں کیا نہیں ملتا آپ کو؟"

"مجھ سے پوچھو ان سے کیا پوچھتی ہو۔ اپنا کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں۔ اب میں کہاں سے لاؤں اتنا روپیہ؟" خالہ غصے سے بولیں۔ تو وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی۔

"لیکن آپ کو کاروبار کی کیا ضرورت ہے؟" وہ الجھی۔

"نہ بی بی مجھ سے یہ بات بات پر تمہارے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا جاتا۔ جو مزہ اپنے ہاتھ سے پیسہ خرچ کرنے میں ہے وہ کسی سے مانگ کر خرچ کرنے میں نہیں۔" وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولے تو وہ انکی ڈپلومیسی پر دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی۔ بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے اس نے انہیں تسلی دی۔

"آپ کو مجھ سے مانگنے کی ضرورت نہیں آپ نسیم صاحب سے جتنی چاہے رقم وصول کر لیا کریں۔"

وہ لوگ اس کی مجبوری تھے کچھ بھی ہو ان لوگوں کی موجودگی میں [illegible] اور آسودگی سے سو تو سکتی تھی وہ پہلے ہی اپنے اختیار [illegible] کی وجہ سے خاصے برگشتہ ہو رہے تھے اور وہ انہیں ناراض ہونے کا جواز مہیا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com
dua.786@www.oneurdu.com

"بس۔ لعنت ہے ایسی زندگی پر۔" وہ تنتناتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ وہ گہری سانس لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دل بہت آزردہ اور بوجھل سا ہو رہا تھا۔ اسے اپنے ساتھ ہونے والی بلیک میلنگ کا پورا پورا احساس تھا مگر وہ اسے برداشت کرنے پر مجبور تھی۔ بوا اس کے لئے کولڈ ڈرنک لے کر آئیں تو اسے ملول و افسردہ دیکھ کر دکھی ہو گئیں۔ انہوں نے اسے بتایا کہ یہ سارا ڈرامہ روقاش کے گھر میں داخل ہوتے ہی شروع کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ اسے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"یا خدا میری مشکل آسان کر دے۔ کیسے گزرے گی یہ زندگی ان ڈراموں میں۔"

اپنی بے بسی و لاچاری کے خیال نے اس کو آزردہ کر دیا۔

* * *

بہت جلدی آفس سے اٹھ جانے کے باوجود وہ ضویا کی پارٹی میں لیٹ پہنچی جواباً ضویا کی خفگی کا سامنا کرنا پڑا۔ روقاش نے فراخدلی سے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ وہ دھمکاتے ہوئے بولی۔

"دل تو چاہتا ہے کہ مگر کسی کا خیال آجاتا ہے۔" معنی خیزی سے کہے گئے جملے کو روقاش نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ انکل اور آنٹی سے ملی۔ اسد سے ہائے ہیلو کی۔ اور پھر ضویا کے ساتھ نسبتاً کارنر میں کھڑی ہو گئی۔

"توبہ ہے۔ کس قدر بولتے ہیں لوگ۔" وہ پیپسی کا گلاس دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے اکتاہٹ سے بولی۔ تبھی ضویا نے اس کا بازو ہاتھ میں جکڑ کر جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے ایک سرپرائز کا کہا تھا نا۔ ادھر آؤ۔"

پھر اس کا جواب سنے بغیر تقریباً اسے کھینچتی ہوئی لوگوں کے ہجوم میں سے گزرنے لگی روقاش کو اس کی بدتہذیبی پر سخت غصہ آ رہا تھا چنانچہ جہاں وہ رکی وہیں اس پر برس پڑی۔

"اسٹوپڈ ساری پیپسی گرا دی میرے کپڑوں پر۔" برہمی سے کہتے ہوئے گلاس اس کے ہاتھ میں تھمایا اور ٹشو سے اپنی قمیص کا دامن صاف کرنے لگی۔ جواباً ضویا نے دانت پیس کر کہا۔

"پیپسی ہی تھی آب حیات تو نہیں اور ولا دوں گی پہلے ادھر دیکھو۔"

اس نے بیزار کن انداز میں سر اٹھا کر دیکھا تو لحظہ بھر کو نگاہ ٹھٹک گئی۔ بلیک جینز اور ہاف سلیوز گرین ٹی شرٹ میں جو شخص سامنے کھڑا تھا اس کے مغرورانہ نقوش اس کی خوبصورتی کا "بینا" اہم حصہ تھے۔ اس نے فوراً ضویا کی طرف دیکھا۔

"میٹ مائی کزن...... ہومی۔"

"کزن؟" وہ الجھی۔ "یہ اتنا خوبصورت کزن اتنی ایمرجنسی میں کہاں سے پیدا ہو گیا" روقاش نے سر کے اشارے سے سلام کیا تھا۔

"اور ہومی بھائی۔ یہ میری بیسٹ اینڈ ڈیرسٹ فرینڈ روقاش بدر۔"

"نائس ٹو میٹ یو۔" وہ بے حد غور سے اسے دیکھتے ہوئے بولا مگر اس کا لہجہ بہت سرسری سا تھا جسے روقاش نے اچھی طرح محسوس کیا۔ اس لئے اس نے اخلاقاً بھی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ ضویا نے گھور کر دیکھا تو وہ بے پروائی سے چہرہ گھما گئی۔

"آپ اکیلے کیوں آئے؟ انکل کے لئے تو اسپیشل انوی ٹیشن تھا۔"

ضویا گلے شکووں میں مصروف تھی اور وہ اس کی حرکتوں پر جل بھن رہی تھی تبھی وہ ہنسا تو روقاش بیساختگی میں اسے دیکھتی چلی گئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس تھا اور وہ تھوڑا سا سر پیچھے جھکا کر ہنس رہا تھا۔ اس دوران اس کی موٹی غلافی آنکھیں شوخی سے بھری ہوئی تھیں۔

"مردوں کو اتنا بھی اتنا خوبصورت نہیں ہونا چاہئے۔" روقاش نے بے ساختہ سوچا۔

وہ سیدھا ہوا تو نظریں روقاش سے مل گئیں۔ اس نے بے حد گڑبڑا کر [illegible] رخ ضویا کی

dua 786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Please register!

طرف کردیا اسے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"آپ بالکل بھی نہیں بدلے ہومی بھائی۔" ضویا بمشکل ہنسی روک کر بولی۔

"ویری سیڈ۔" وہ بہت افسوس سے سر ہلا کر گویا ہوا۔ "میرا تو خیال تھا کہ میں مزید اسمارٹ ہو گیا ہوں۔" اس کے انداز میں شرارت بھی تھی۔

"آپ کے خیالوں پر تو ہمیشہ غلط فہمیوں بلکہ خوش فہمیوں کے بادل چھائے رہتے ہیں۔" ضویا پھر سے ہنسی۔

"مائنڈ یو۔۔۔ ساری عمر یورپ میں رہنے کے باوجود میری اردو بہت اچھی ہے اس لئے ذرا احتیاط سے بات کرو کیونکہ میں سب سمجھ لیتا ہوں۔" وہ اسے وارن کر رہا تھا جواباً ضویا اس کا مذاق اڑانے لگی۔

ان دونوں کے درمیان وہ خود کو بالکل بیوقوف محسوس کر رہی تھی۔ [illegible] تو وہ بالکل ہی بھولی ہوئی تھی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔ جسٹ اے منٹ۔"

اسد کے پکارنے پر ضویا اس [illegible] انداز میں چلی [illegible] وہ [illegible] روک بھی نہیں پائی اندر ہی اندر جزبز ہو کر رہ گئی۔

کتنا آکورڈ لگ رہا تھا یوں ایک قطعی انجان سے شخص کے ساتھ کھڑے ہونا۔

اس نے ہال میں نگاہ دوڑائی ضویا غائب تھی۔ اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔ وہ طبعاً "ڈرپوک اور اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی اتنا وسیع بزنس سنبھال لینے کے باوجود بھی اس میں کانفیڈنس نہیں آیا تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خود کو بظاہر بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

"آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔"

"ہاں۔" وہ بری طرح چونکی۔ سامنے کھڑا شخص اسی سے مخاطب تھا۔

روقاش کا سر اثبات میں ہلا مگر ہونٹوں سے بیساختہ نہیں تو نکل گئی۔ اس نے بے حد حیران ہو کر روقاش کو دیکھا پھر اپنے مخصوص انداز میں ہنس دیا۔ روقاش کنفیوز ہونے لگی۔ کیا کر رہی ہوں میں۔ پاگل سمجھ رہا ہو گا مجھے۔ اس نے اندر ہی اندر خود کو سرزنش کی۔

"اتنی بے یقینی وہ بھی اپنے متعلق؟" اب کی بار وہ بڑی دلچسپی سے بولا تو روقاش کو یوں لگا جیسے وہ اس کی بیوقوفی کو انجوائے کر رہا ہے خوف اور حیا اپنی جگہ مگر حسب عادت دماغ کھولنے میں اسے منٹ بھی نہیں لگا۔

"آپ کو [illegible]۔۔۔ کیا مطلب؟"

"میرے خیال میں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولا تو وہ مزید وہاں نہیں رکی۔ باہر لان میں چلی آئی۔

"ہنہ۔۔۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ بڑا آیا فیس ریڈر۔" وہ کڑھ رہی تھی۔

"روقاش کیا بات ہے تم وہاں سے کیوں فرار ہو گئیں؟" ضویا اسے ڈھونڈتی ہوئی لان میں چلی آئی تو روقاش نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"تمہیں [illegible] شرم نہیں آئی مجھے وہاں اکیلے چھوڑ [illegible]"

"[illegible]۔۔۔" ضویا نے آنکھیں پھیلائیں پھر گہری سانس لی۔

"یعنی کہ کمال ہے روقاش بیگم!"

"اور یہ سرپرائز تھا تمہارا؟" اس کے ڈانٹنے پر ضویا مسکرانے لگی۔

"ویسے بندہ کیسا ہے؟" بہت شوخی سے پوچھا تو روقاش تلملا اٹھی۔

"بھئی یہی سرپرائز تھا میں تمہیں دکھانا چاہتی تھی کہ میرا اتنا اسمارٹ سا کزن بھی ہے۔" ضویا ابھی تک مذاق کے موڈ میں تھی روقاش اندر سے جل بھن کے رہ گئی۔

"ویسے [illegible] لئے تو یہ سرپرائز ہی ہے۔ اتنا خوبصورت بندہ اور تمہارا کزن۔ ویری اسٹرینج۔" اس کا لہجہ بہت سادہ اور ٹھنڈا تھا مگر [illegible]

"کیوں میں خوبصورت نہیں ہوں؟"

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com
dua.786@

"نہوں......" اس نے نفی میں سر ہلایا تو ضویا دانت پیچ کر رہ گئی۔ وہ دونوں سنگی بینچ پر آ بیٹھیں۔
روقاش نے سرسری انداز میں پوچھا تھا۔
"ویسے یہ خوبصورت کزن اچانک کہاں سے وارد ہو گیا؟"
"پھوپو ثانی ہومی بھائی پاپا کے کزن کے بیٹے ہیں۔ کچھ خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے کبھی ملنا جلنا نہیں رہا۔ دوسرے یہ کہ یہ لوگ یورپ میں سیٹل تھے۔ اب اتنے برسوں کے بعد لوٹے ہیں تو سب لوگ پرانی کدورتوں کو بھول گئے ہیں خدا کے فضل سے سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔" وہ مختصراً پوری کہانی سنا کر اطمینان سے بولی۔ پھر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔
"چلو ڈنر کا ٹائم ہو گیا ہے۔"
وہ دونوں خوش گپیوں کے درمیان کھانا کھا رہی تھیں جب وہ ان کی ٹیبل پر چلا آیا۔
"کمال ہے یار۔ یہاں تو مجھے کوئی پہچانتا ہی نہیں مجھے ڈیڈی کے ساتھ ہی آنا چاہیے تھا۔" وہ گلہ کرتے ہوئے بولا تو ضویا نے ساتھ بیٹھنے کی آفر کر دی۔ جو اس نے فوراً قبول کر لی۔ روقاش گہری سانس لے کر رہ گئی۔ وہ جتنا اس شخص سے بچنا چاہ رہی تھی اتنا ہی وہ سر پر چڑھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جس سے وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔
"آپ بولتی نہیں ہیں کیا؟"
وہ ضویا سے بات کرتے کرتے روقاش سے مخاطب ہوا تو اس نے اکتاہٹ بھری نگاہ اس پر ڈالی۔
"بولتی ہوں مگر فضول نہیں۔"
اس کے روکھے جواب پر وہ شانے اچکا کر فورک سے چکن کے پیس کرنے لگا جب کہ ضویا نے اسے گھور کر دیکھا جواباً وہ اسے منہ چڑا کر اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔ واپسی پر ضویا اس کے ساتھ آئی وہ سخت تپی ہوئی تھی۔
"ہومی کیا سوچ رہا ہو گا؟ اس قدر بدتمیز لڑکی میری دوست ہے پتہ ہے کہ کس قدر پراؤڈ ہے وہ بیچارہ میری وجہ سے کرٹسی نبھا رہا تھا اور تم جناب ساتویں آسمان پر چڑھی بیٹھی تھیں۔"
"میری جوتی کو بھی نہیں پروا اور ہمارے درمیان یہ ہومی کہاں سے ٹپک پڑا؟" وہ ناراضگی سے بولی۔
"تمہیں پرواہ کرنا پڑے گی۔" وہ رعب سے بولی تو روقاش چڑ گئی۔
"میری خالہ کا بیٹا نہیں ہے وہ۔"
"خالہ کا نہیں تو خیر۔" وہ کچھ کہنے لگی مگر لب دبا کر خاموش ہو گئی۔

* ...... * ...... *

"میں نے آپ سے ایک دفعہ کہہ جو دیا ہے کہ مجھے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے پھر آپ کیوں؟" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
حیدر انکل کی ہر دفعہ والی بات پر وہ چڑ گئی تھی۔
"بدر مجھ سے تین سال چھوٹا تھا مگر میری بہت عزت کرتا تھا۔" وہ بظاہر بہت سادہ لہجے میں بولے تو وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔ یہ بدتمیزی و خودسری اس کی سرشت میں شامل نہیں تھی۔ مگر بقول ضویا ان دونوں بد عادات کی جڑ یعنی ضد اس کی گھٹی میں شامل تھی اس لیے وہ ضد پر اڑ کر خودسری و بدتمیزی پر آمادہ ہو جاتی تھی۔
"Iamsorry انکل آپ پلیز اب اس موضوع کو بند ہی کر دیں تو بہتر ہے۔" آہستگی سے بولی تو اتنے عرصے میں پہلی بار وہ اونچی آواز میں بولے۔
"شٹ اپ روقاش...! بس بہت ہو گیا۔ میں اتنے دنوں سے تمہیں بچی سمجھ کر نظرانداز کر رہا ہوں اور تم حد سے بڑھتی جا رہی ہو کیا کرو گی ہاں کیا کرو گی؟ طلاق لینا چاہتی ہو؟ سوچو تم نے طلاق لے لی پھر؟ اس کے بعد کیا ہو گا؟"
وہ خائف سی ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ اس قدر جذباتی تھی کہ آئندہ کے متعلق کبھی نہیں سوچی تھی۔ ایسے طلاق کا نام سن کر تو پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔
"میں نے تمہارے نام نہاد خالہ اور خالو سے بات کی تھی۔" ان کے لہجے پر اس نے کچھ بولنا چاہا مگر

UrduPhoto.com
dua.786@www.oneurdu.com

نظر انداز کیے بولتے گئے۔ "مگر تمہارے خالہ اور خالو جان کا کہنا ہے کہ وہ تمہاری رخصتی کے حق میں نہیں اور یہ کہ ہم انہیں طلاق دے دے۔"

ان کے طنزیہ لہجے پر وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"دیکھیں آپ بات کو بڑھا رہے ہیں۔ میں طلاق وغیرہ کی بات نہیں کر رہی ہے۔" وہ بڑے محتاط انداز میں بولی تو انہوں نے استعجاب سے اسے دیکھا۔ وہ گڑبڑا گئی۔

"میں بس۔ آئی مین آپ جیسے پہلے مجھے بھولے ہوئے تھے اب بھی بھولے رہیں۔ بس میں جیسے جی رہی ہوں مجھے جینے دیں۔" وہ خود کو جتنا شارپ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی اتنی ہی اس کی جذباتیت اور بوکھلاہٹ سامنے آ رہی تھی۔ انہوں نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"میں چاہوں تو آج ابھی تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں مگر پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تم آزادانہ طور پر فیصلہ کرو۔ بلکہ ہفتے کو یعنی چار دن بعد کا دن ٹھیک رہے گا۔"

وہ اس قدر اطمینان سے بول رہے تھے کہ وہ خائف ہونے لگی۔ ان کا انداز اس قدر پر اعتماد تھا جیسے انہیں پورا یقین ہو کہ وہ کچھ بھی کہہ نہیں پائے گی۔

"آپ خود سے فیصلے مت کریں۔" وہ اپنی آواز کی لرزش پر قابو نہیں پا سکی۔ وہ چند لمحے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر رسان سے بولے۔

"تم ابھی بڑی نہیں ہوئیں۔ جن پر تم اعتماد کر بیٹھی ہو وہ ٹھیک نہیں ہیں۔"

وہ اس لمحے خود کو بہت لاچار، بے بس محسوس کر رہی تھی۔

"اچھا ہے نا۔ سب کو علم ہونا چاہیے کہ میرا اپنا کوئی نہیں۔" وہ بھیگے ہوئے لہجے میں بولی تو وہ بے چین ہو اٹھے۔

"ایسے مت کہو۔"

"آپ؟ یہ دعویٰ مت کیجیے گا۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"خیر۔ اب بات طے ہو چکی ہے میں اس سے زیادہ اور برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہیں بس گھر اطلاع کرنی ہے بلکہ رات کو میں خود آؤں گا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے ان کا انداز اٹل اور تاثرات بے حد سنجیدہ تھے۔ وہ بوکھلا اٹھی۔

"مگر میں راضی نہیں۔" وہ احتجاجاً بولی۔ مگر انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ حسب سابق اسے پیار کر کے رخصت ہوئے تو وہ سر ہاتھوں میں تھام کر کرسی پر گر گئی۔ اس اچانک افتاد پر دماغ بھی کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔ اس نے چیزیں سمیٹ کر بیگ اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا ارادہ ضویا کی طرف جانے کا تھا۔ اس نے نکلنے سے پہلے ضویا کو فون کر کے اپنی آمد سے انفارم کیا اور پھر آفس سے نکل آئی۔ وہ اس وقت بہت ٹینس ہو رہی تھی۔ ضویا بہت والہانہ انداز میں ملی تھی۔ وہ اس کے ساتھ لاؤنج میں چلی آئی۔ تو ٹھٹک جانا پڑا۔ ہومی ضویا کی امی کے ساتھ باتوں میں مگن تھا۔ اس نے کوفت بھری سانس لی۔ وہ ریلیکس ہونے آئی تھی مگر ضویا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"السلام علیکم آنٹی۔" وہ اسے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھی۔ آنٹی نے خوشدلی سے جواب دیتے ہوئے اٹھ کر اسے پیار کیا اور ساتھ ہی گلہ بھی۔

"اتنے دنوں کے بعد شکل دکھائی ہے تم نے؟"

"بس آنٹی یہ بزنس جان کو آگیا ہے۔"

وہ بہت تھک کر بولی۔ ضویا نے مزید اضافہ کیا۔

"یوں کہوں جان کو کھا گیا ہے۔ صحت دیکھ رہی ہیں اس کی 'قابل اشک' ہو گئی ہے۔" وہ اس کی اردو پر ہنسی۔

"قابل رشک ہوتا ہے۔"

"جی۔" وہ جواباً اطمینان سے بولی۔ "جس پر رشک آئے وہ صحت قابل رشک گردانی جاتی ہے۔ تمہاری صحت پر تو اشک ہی بہائے جا سکتے ہیں۔"

اس کی برجستگی پر آنٹی ہنس دیں۔ وہ جھینپ گئی۔

"میں ذرا کچن کا چکر لگا آؤں تم بیٹھو۔" ضویا اٹھ گئی۔ آنٹی اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ وہ اس کے

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Visual Watermark

پاس بیٹھی تھیں۔

"پھر کیا سوچا تم نے روقاش؟"

ان کا سوال اس قدر غیر متوقع تھا کہ لحظہ بھر کو وہ اس انجان اور قطعی اجنبی شخص کے متعلق سوچ کر چپ رہ گئی۔ پھر بہت آہستگی سے پوچھا۔

"کس کے متعلق آنٹی؟"

"یہی جو تمہارے تایا جان والا معاملہ ہے۔"

وہ وضاحت کرتے ہوئے بولیں۔ ویسے بھی ان سے کوئی بات اس نے چھپائی نہیں تھی۔ وہ اسے چاہتی بھی تو بہت تھیں۔ اب یہ بات اس کو سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ ہومی کی موجودگی میں کیسے بات کرے۔ اس کی ہچکچاہٹ کو وہ سمجھ گئیں۔

"کم آن بیٹا۔ ہومی میرے بیٹے جیسا ہے۔"

ان کے اس طرح بولنے پر وہ سٹپٹا گئی۔ بے اختیار نظریں اٹھائیں تو اسے بہت اطمینان سے اپنا جائزہ لیتے ہوئے پایا۔ ناگواری کی تند و تیز لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ اس سے نگاہ ملنے پر بھی اس نے نظروں کا زاویہ نہیں بدلا بلکہ روقاش ہی نے فوراً نظر ہٹائی تھی۔ آنٹی اس کے جواب کی منتظر تھیں۔

"آج پھر آئے تھے انکل۔" وہ بیگ کا اسٹریپ مسلتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

"کیا کہا انہوں نے؟" وہ سرسری انداز میں بولیں۔ اس کی رنگت میں سرخیاں گھلنے لگیں۔ کچھ کہنے کو لب وا کیے پھر بھینچ لیے۔ اس کی چھٹی حس پکار پکار کر اسے بتارہی تھی کہ سامنے بیٹھے شخص کی نظریں اسی کے چہرے پر ہیں۔

"وہ وہ مجھے اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں۔" وہ باوجود کوشش کے رخصتی کا لفظ ادا نہیں کرسکی۔

"اچھا؟ کب؟" آنٹی اس قدر حیران کن اشتیاق سے بولیں کہ اس نے بے ساختہ ان کو دیکھا۔

"[illegible] مگر میں ایسا نہیں چاہتی۔ آنٹی اس شخص کے گھر میں مجھے اطمینان کیسے مل سکتا ہے جس کی بے اعتنائی نے مجھے ساری عمر کے لیے بے سائبان کردیا۔"

وہ بات ختم کرکے لب کاٹتے ہوئے آنسوؤں پر قابو پانے لگی جو بے اختیار پلکوں میں آن اٹکے تھے۔

"تمہارا ری ایکشن بالکل صحیح ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نری جذباتیت ہمیں کچھ بھی نہیں دیتی۔ دل کے ساتھ ساتھ دماغ سے بھی سوچنا چاہیے۔ اور اس سے بڑی حقیقت اور کوئی نہیں ہے کہ تمہارا سب سے بڑا اور اہم سہارا اس وقت تمہارے انکل اور تمہارا شوہر ہی ہے۔ وہ جو تم نے اپنے سربراہ مقرر کررکھے ہیں نا، وہ بس آس لگائے بیٹھے ہیں کہ کب داؤ چلے اور وہ سب کچھ ہتھیا لیں۔"

"مگر آنٹی آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ ان لوگوں نے مجھے کتنے کڑے وقت میں سہارا دیا تھا۔ ان کی موجودگی کا احساس ہی میری نیند کا باعث بنتا تھا۔ اور اب..." اس نے لب بھینچے۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے آگے جھک کر بیٹھا بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی اور وہ حد درجہ آزردہ نظر آرہی تھی۔

"اب جب میں خود کو ایڈجسٹ کرچکی ہوں سب ٹھیک ہوگیا ہے تو وہ آگئے ہیں اپنا حق جتانے۔" اس کی آواز رندھ گئی تو اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ڈونٹ بی سلی روقاش۔ میری جان حق وہیں جتایا جاتا ہے جہاں حق ہوتا ہے۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر بہت اپنائیت اور نرمی سے اسے سمجھایا۔ وہ شکایتی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"آنٹی...! آپ سب کچھ بہت اچھی طرح جانتی ہیں۔" وہ خفگی سے بولی۔

"میں نے پاپا کی بیماری کے دوران ان کی لوٹ آنے کی کتنی دعائیں مانگی تھیں، کتنی منتیں مانی تھیں میں نے..." اس نے دانتوں تلے لب دبایا۔

"اور اب سب کچھ ختم ہوگیا ہے تو وہ آگئے ہیں۔" وہ بہت تلخی سے بولی۔ ہومی گہری سانس اندر کھینچ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"ممی کوئی فائدہ نہیں اس سے سر پھوڑ[illegible]

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Please register! Visual Watermark

نے خود اس کو اتنا سمجھایا مگر اس کی اپر اسٹوری خالی
ہے۔"
ضوبا ٹرے [illegible] ہم اور بلوریں پیالے سجائے
اونچی آواز میں سے بولی [illegible] روقاش نے تپ کر
اسے دیکھا۔ پھر اسے چڑانے لگی۔
"تم کیا خاک سمجھاؤ گی مجھے؟ اور اگر میری اپر
اسٹوری خالی ہوتی تو تمہاری فضول باتیں یقیناً اس
میں سما جاتیں۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ بھری ہوئی
ہے۔"

ضوبا ٹرے سینٹر ٹیبل پر رکھ کر گھٹنوں کے بل
کارپٹ پر بیٹھی اور آئسکریم کا پیکٹ کھولنے لگی۔ ساتھ
ہی بہت سکون سے اسے بھی جواب دیا۔
"میری فضول باتیں اس میں اس لئے نہیں
سمائیں کیونکہ اس میں پہلے ہی بہت فضولیات بھری
ہیں مزید کی جگہ [illegible]"
ضوبا کی برجستگی پر وہ [illegible] گھورنے لگی
[illegible] اسٹوری بھی۔" ضوبا [illegible]
روقاش [illegible]
"[illegible] بیٹا! بور تو نہیں ہو رہے؟" وہ کافی دیر سے
خاموش بیٹھا تھا آنٹی کے پوچھنے پر مسکرا دیا۔
"نہیں آنٹی [illegible] اپنی خاموشی کو انجوائے کر رہا
تھا۔"

"واہ کیا شاعرانہ بات کی ہے۔" ضوبا شرارت سے
ہنس [illegible] کھڑا رہا تھا۔
"ہنہ۔ کیا شاعرانہ بات ہے 'خاموشی کو انجوائے
کر رہے ہیں۔'" روقاش [illegible] گئی۔ آنٹی اس سے
مخاطب ہوئیں تو وہ چونکی۔
"اب کیا کرنا ہے روقاش؟"
"میں کیا کہوں آنٹی میری کچھ بھی سمجھ نہیں
آ رہا۔" وہ بے چارگی سے آئسکریم میں چمچ ہلاتی ہوئی
بولی۔ انہوں نے بہت تاسف سے اس کی بھیگتی پلکوں کو
دیکھا تھا۔
آنٹی تو [illegible] خوبصورت اور معصوم لڑکی کیسے ٹھنڈی ہری [illegible]

ہوئی تھی اور ہراساں اتنی تھی کہ آنکھیں کھول کر اس
دھوپ میں سایہ تلاش کرنے کی نہ تو اس میں ہمت تھی
اور نہ ہی حوصلہ۔
"ایسے تو کام نہیں چلے گا۔" انہوں نے سر ہلایا۔
"بیٹا کچھ تو فائنل کرو۔"
"آج رات وہ خالہ سے بات کرنے آ رہے
ہیں۔"
وہ مضطربانہ انداز میں بولی تو ضوبا کی شوخی سوجھی۔
"کون ہمام حیدر؟"
اس نے جس قدر اشتیاق سے پوچھا تھا روقاش
نے اسی قدر غصے سے اسے دیکھا کہ وہ دبک کر اپنی
آئسکریم کی طرف متوجہ ہو گئی۔
"تمہارے انکل آ رہے ہیں؟" آنٹی کے استفسار
پر روقاش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"تمہاری خالہ کیا کہتی ہیں؟"
"خالہ تو بالکل ہی راضی [illegible] راضی
ہو بھی جائیں مگر میں کبھی بھی نہیں مانوں گی۔" وہ
[illegible] بولی۔ اس کا لہجہ اٹل تھا۔
"[illegible] بات [illegible] ہو گی؟" آنٹی نے گویا اسے
امتحان میں ڈال دیا۔ وہ لب کچلنے لگی۔ پھر بہت بے بسی
سے بولی۔
"مان تو لوں گی لیکن شاید کبھی بھی خوش نہ رہ
سکوں۔ اور میں جانتی ہوں کہ آپ کبھی بھی مجھے اتنا غلط
فیصلہ کرنے کو نہیں کہہ سکتیں۔"
انہوں نے طویل سانس لے کر ضوبا کو دیکھا تھا۔
وہ بھی بہت سنجیدہ سی بیٹھی تھی۔ ہومی شانے جھٹک کر
اٹھ کھڑا ہوا۔
"ویل آنٹی اب مجھے اجازت دیں۔" وہ روقاش پر
[illegible] کر ان سے اجازت لینے لگا۔
"[illegible]" انہوں نے اصرار کیا تو وہ
بہت شائستگی سے انکار کرنے لگا۔
"ابھی تو میں لیٹ ہو رہا ہوں [illegible] ہوتی
رہیں گی۔"

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com
dua.786@www.oneurdu.com

ڈال دیے۔ ہومی کے جانے کے بعد وہ پھر روقاش کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"دیکھو بیٹا میں مانتی ہوں کہ ابھی تمہارا دل اس فیصلے کو نہیں مان رہا۔ مگر میری جان کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جہاں دل کے بجائے دماغ سے کام لیا جاتا ہے۔ یعنی ان میں جذبات سے زیادہ عقل کو دخل ہوتا ہے۔"

"آنٹی...! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر میری ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کہ میں کسی بھی ایسے نئے رشتے کو نبھا سکوں۔" اس نے اپنی کمزوری بیان کی۔ تو ضویا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"امی چھوڑیں آپ۔ اسے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور ویسے آخری بات تو اس کی سو فیصد درست ہے۔" ضویا کا طنز اسے سلگا گیا۔

"ہوں...!" وہ پر سوچ انداز میں بولیں۔

"تو پھر ایسا کرو کہ اپنے انکل کا فون نمبر مجھے دے دو میں ذرا طریقے سے بات کروں گی ان سے۔"

"ان کی بات پر روقاش کے دل میں اطمینان اترنے لگا۔ اس نے فوراً بیگ کھنگال کر حیدر علی کا وزیٹنگ کارڈ نکال کر ان کو تھما دیا۔

"آنٹی پلیز... کوشش کیجئے گا کہ وہ آپ کی بات مان لیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر ملتجیانہ انداز میں بولی تو انہوں نے اسے ساتھ لگا لیا۔ تحفظ کے خوبصورت احساس کے ساتھ اس نے آنکھیں موند لیں۔

وہ شدید ٹینشن کا شکار تھی۔ خالو جان نے اکاؤنٹس میں گڑبڑ کر دی تھی۔ اس نے خالو جان سے جواب طلبی کی تو وہ بہت اطمینان سے بولے۔

"میں نے ڈیفنس میں اپنے لیے ایک شاندار سا پلاٹ خریدا ہے۔"

"مگر کیوں...؟" وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بھی زور سے بول گئی۔ انہوں نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کا انداز پسند نہ آیا ہو۔

"واہ بھئی واہ! اچھا سوال ہے۔ بی بی میں کوئی فالتو بندہ نہیں ہوں جسے تم اپنی چوکیداری کے لیے رکھ چھوڑو۔ اگر اب تک اپنا کاروبار شروع کیا ہوتا تو پتہ نہیں کتنی ترقی کر چکا ہوتا۔ اب کوئی تو فائدہ مجھے بھی ملنا چاہیے نا اس سر کھپائی کا۔" ان کا لہجہ بہت طمانیت بھرا تھا۔

"لیکن یوں ایک دم سے اتنی رقم نکال لینا کاروبار کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔" وہ اسی لہجے میں بولی۔

"تو سنبھالو پھر تم اپنا بزنس...۔" وہ فوراً لہجہ بدل کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم تو بے غیرت بن کر ویسے ہی تمہارے در پر پڑے ہیں۔"

وہ بوکھلا اٹھی، تمام غصہ بھک سے اڑ گیا۔

"خالو جان پلیز... میرا یہ مطلب نہیں تھا، میں تو بس یونہی ایک بات کر رہی تھی۔" اس نے اپنے آنسو اندر ہی کہیں اتار لیے تھے۔

"اچھا..." وہ پھر سے بیٹھ گئے جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

"آپ کو چاہیے تھا کہ مجھے انفارم کر دیتے۔" میں ... وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی جواباً ان کا اطمینان قابل دید تھا۔

"بھئی اچانک ہی ... گیا میں نے سوچا کل کلاں کو تمہاری شادی ہو گئی پھر یہ سب کچھ تمہارا تایا ویسے ہی کھا جائے گا اس لیے کیوں نہ پہلے ... جائے۔"

ان کی خود غرضی پر روقاش نے دانتوں پر دانت جما کر خود پر ضبط کیا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ زور زور سے رونے لگے۔

خالو جان کے جانے کے بعد اس نے اکاؤنٹنٹ کو بلا کر سختی سے تاکید کی کہ آئندہ انہیں کوئی بھی رقم دینے سے پہلے اسے ضرور انفارم کیا جائے۔ اس نے آفس سے نکلتے ہوئے ضویا کو ریسٹورنٹ میں آنے کو کہا تھا۔ ریسٹورنٹ میں ... ٹیبل پر بیٹھی تھی جب ضویا کو ہومی کے ساتھ آتے دیکھ کر وہ کوفت کا

[illegible] ہوئے

"ہیلو ڈیئر۔" وہ قریب آتے ہی کھنکھناتی آواز میں بولی
تھی۔ اس نے بھی انداز [illegible] ہلایا تھا۔
"ہیلو۔" ہونی نے دوستانہ انداز میں جواب دیا۔ وہ بھی
اپنی حیرت پر قابو پانے میں کامیاب رہی۔
"وہ نہیں چلیں گے۔"
"خیریت تو ہے۔ آج ایمرجنسی میں کیوں بلایا تم
نے؟" نسواء نے جس انداز میں ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے
پوچھا تھا۔
"بس یونہی دل چاہ رہا تھا۔" وہ سنجیدگی سے بولی
[illegible]
"ہوں۔" اس نے [illegible] اس وقت
[illegible]
اس کا [illegible]
"روحاش پلیز اب میرا دل گھبرا رہا ہے۔"
نسواء نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے
گھبراہٹ سے کہا تو اس کی آنکھوں کی
[illegible]
[illegible] چھپانے چاہیے۔
"[illegible] میری وجہ سے تکلیف محسوس
کر رہی ہیں تو میں چلا جاتا ہوں۔" ہونی
اچانک [illegible] اور پھر روحاش سے
مخاطب ہوا تو نسواء نے [illegible]
"آپ کوئی غیر تو نہیں ہونی بھائی" روحاش
[illegible] نسواء نے اسی [illegible]
[illegible] ہونی کی [illegible]
[illegible]
"[illegible] کرتے ہیں۔"
"[illegible]" نسواء نے طویل سانس لی تھی [illegible]
نہیں [illegible] ہو گیا۔"

"یہ چھوٹی بات ہے کیا؟" روحاش کو غصہ آ گیا۔
"چھوٹی نہیں [illegible] اور یہ سب تو آپ
[illegible] برداشت کر رہی ہیں۔" وہ حد سے زیادہ
[illegible] میں بولی تو روحاش کا جی چاہا کہ اسے ایک
[illegible] اس کی بد تمیزی نے اندر تک سلگا دیا تھا۔
[illegible]
[illegible] کی ضرورت نہیں
ہے [illegible]
"[illegible]"
اس لیے ہیں کہ [illegible] اور تم اس
[illegible]
[illegible]
[illegible] روحاش کا دل [illegible]
[illegible]
[illegible] روحاش کے
[illegible] نسواء نے فوراً ہاتھ
[illegible]
"[illegible]" سے رو دی
[illegible] اکیلی رو گئی
"اس کی آنکھوں سے چھلکتے موتیوں کو ہونی نے
بے حد حیرت سے دیکھا تھا۔ نسواء گھبرا گئی۔
"سوری یار۔ آئی ایم [illegible]" روحاش
نے فوراً خود کو سنبھالا تھا۔
"تم بہت [illegible] ہو۔"
"بات کیا ہوئی ہے؟" نسواء نے [illegible] انداز میں
[illegible]
[illegible] ہونی نے
[illegible]
[illegible] ساری عمر
[illegible]
[illegible] نہیں

"مگر میں تقریباً" تمام واقعات سے واقف ہو چکا ہوں اس لئے اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ جذباتیت سے کام لے کر فیصلہ کرتی ہیں۔" وہ اچانک بولا تھا۔ روقاش کو اس کی بات ناگوار گزری۔

"مجھ پر جو بیت چکی ہے اور جو بیت رہی ہے وہ میں ہی جانتی ہوں آپ میری جگہ ہوتے تو آپ بھی یہی کرتے۔"

"ہرگز نہیں..." وہ فوراً بولا "میں فوراً" رخصتی کروالیتا۔"

"اس کے آرام سے جواب دینے پر وہ تلملا کر پہلو بدل کر رہ گئی جبکہ ضوپا کو ہنسی آگئی۔

"کہنا آسان ہوتا ہے میں ان لوگوں کا اصل روپ جانتی ہوں اگر میری محبت ان کے دل میں ہوتی تو جب پاپا زندہ تھے تبھی وہ لوٹ آتے۔ اب اگر وہ لوٹے ہیں اور مجھے اپنانے کا فیصلہ کرتے ہیں تو یہ محض ان کا لالچ ہے۔"

"کیسا لالچ...؟" اس کے تلخ لہجے پر بھرپور توجہ دیتے ہوئے ہومی نے پوچھا تو وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔

"ظاہر ہے کہ بزنس، پراپرٹی۔"

"اوہ..." وہ گہری سانس لے کر سیدھا ہوا اور ویٹر کو اشارہ کرنے لگا۔

"پاگل ہو تم بالکل روقاش۔" ضوپا نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا لیں گی آپ لوگ؟" وہ ان سے پوچھ رہا تھا۔ روقاش کا جی تو نہیں چاہ رہا تھا مگر پھر بھی اس نے کولڈ ڈرنک کا آرڈر دے دیا۔

"میں تو اتنی گرمی میں آئی ہوں آئس کریم کھائے بغیر نہیں جاؤں گی۔"

"او کے..." ہومی نے اپنے لئے بھی کولڈ ڈرنک منگوائی اور ضوپا کے لئے اس کی پسندیدہ فلیور کی آئس کریم کا آرڈر دیا۔

"اب تازہ ترین واردات تو بتاؤ اپنے خالو جان کی؟" ضوپا زچ ہو کر بولی۔

"انہوں نے ڈیفنس میں پلاٹ خریدا ہے اپنے نام پر۔"

"اوہ... کتنی رقم خورد برد کی ہے انہوں نے؟" ضوپا حیران تھی۔

"ساٹھ ستر لاکھ۔ وہ بھی چلتے کاروبار میں سے نکالی ہے انہوں نے۔"

"لیکن وہ آپ کے اکاؤنٹس میں سے رقم کیسے نکلوا سکتے ہیں؟" ہومی نے اعتراض کیا۔

"وہ... میں نے خود کہا تھا ان سے کہ وہ جب چاہیں جتنی چاہیں رقم نکلوا سکتے ہیں۔" وہ آہستگی سے اپنی بیوقوفی کا اعتراف کر گئی۔

"آپ کے تمام مسائل کا صرف ایک ہی حل ہے کہ آپ کسی بھروسے کے آدمی کو اپنے ساتھ رکھیں جو آپ کے تمام مسائل کو خلوص نیت سے حل کرے آپ کو بہترین مشورے دے۔" وہ روانی سے مشورہ دے رہا تھا جو روقاش کے دل کو تو لگا مگر سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ تھا۔ ایسا شخص ملے گا کہاں سے۔

"یہی تو سب سے بڑی پرابلم ہے اتنا مخلص شخص آئے گا کہاں سے...؟"

وہ الجھے ہوئے انداز میں گلاس کے کناروں پر انگلی پھیرتے ہوئے بولی۔

"وہ تو آپ کو خود تلاش کرنا پڑے گا۔" وہ فوراً پہلو بچا گیا۔ ضوپا کی آنکھیں کسی خیال سے چمکی تھیں وہ اچانک ہومی سے مخاطب ہوئی۔

"ہومی بھائی آپ خود روقاش کی ہیلپ کیوں نہیں کرتے؟"

وہ گڑبڑا گیا۔ روقاش نے بھی خشمگیں نگاہوں سے ضوپا کو دیکھا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں اس سارے معاملے میں؟"

"بات یہ ہے کہ ہومی بھائی بزنس کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں ایم بی اے ہیں اور ساتھ ہی اپنے بزنس کو بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔" ضوپا نے روقاش پر انکشاف کیا تھا۔

"تو پھر...؟" وہ چڑ کر بولی۔

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

"تو پھر یہ کہ تمہیں اگر کوئی پرابلم ہو تو تم ان سے ڈسکس کر سکتی ہو۔" وہ اطمینان سے بولی اس سے پہلے کہ روقاش اسے جھاڑ پلا دیتی وہ بول اٹھا۔

"اوہ شیور۔۔۔ اینی ٹائم' میں ہر طرح سے ان کی ہیلپ کرنے کو تیار ہوں۔"

"سب سے پہلے تو اس کے آفس والوں پر آپ کو واضح کرنا ہے کہ اب روقاش اکیلی اور نادان نہیں ہے پھر اس کے خالو جان کو سبق سکھانا ہے' کریں گے نا؟"

وہ دونوں آپس میں ہی بات چیت کر رہے تھے یوں جیسے وہ وہاں موجود ہی نہیں۔

"وہ سب تو میں کرلوں گا لیکن اس کے لئے تمہاری فرینڈ کو میرا ساتھ دینا پڑے گا۔"

"اس کی فکر مت کریں بس آپ اسے کاروباری رموز سمجھا دیں تاکہ اسے بزنس ڈیلنگ کے متعلق کچھ پتہ چلے۔" ضوبیا مدبرانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

"بزنس ڈیلنگ کون کر رہا ہے آج کل؟" ہومی نے پوچھا وہ جو ہونقوں کی طرح ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی گڑبڑا گئی۔

"وہ۔۔۔ پروڈکشن مینجر۔۔۔!"

"کیسا آدمی ہے وہ۔۔۔؟" وہ کولڈ ڈرنک کا سپ لے کر پوچھنے لگا۔

"وہ پاپا کے زمانے سے بھروسے کے آدمی ہیں۔"

وہ گلاس سے کھیلتے ہوئے خفگی سے بولی وہ اس کا انداز شاید سمجھ گیا تھا "فوراً" روڈ ہونے لگا۔

"جب اتنے بھروسے کا آدمی آپ کے پاس موجود ہے تو آپ کو میری مدد کی واقعی ضرورت نہیں رہ جاتی۔"

ضوبیا نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر "فوراً" روقاش کو گھورا تھا پھر بعجلت بولی۔

"یہ تو بالکل پاگل ہے ہومی بھائی' دیکھیں میری خاطر پلیز۔۔۔ بس تھوڑے دنوں کی تو بات ہے۔"

روقاش کو اس کا منت بھرا انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا مگر یہ تمام "مذاکرات" اس کی بہتری کے لئے ہو رہے تھے اس لئے خاموش رہنا اس کی مجبوری تھا۔

"او کے۔۔۔!" اس نے شانے جھٹکے تھے' ضوبیا گہری سانس لے کر اپنی مالٹ بنی آئس کریم کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"اس کو ساتھ کہاں لے آئی تھیں؟" ریسٹورنٹ سے نکلتے نکلتے وہ سرگوشی کرنے سے باز نہیں رہ سکی تو ضوبیا نے اسے گھور کے دیکھا۔

"شٹ اپ۔۔۔ بیٹھے بٹھائے تمہاری پرابلم سولو کردی اور تمہیں یہ فضول۔۔۔ اعتراض سوجھ رہے ہیں۔"

ضوبیا نے بلا تکلف اسے جھاڑا اور دو قدم آگے چلتے ہومی کے ساتھ چلنے لگی وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

تیسرے دن وہ اس کے آفس میں موجود تھا۔

"بیٹھیں پلیز۔" وہ غیر متوقع طور پر نرم سے لہجے میں بولی تھی۔ ہومی حیران ہوتا ہوا اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ وہ صبح میری کی دوسری طرف بیٹھی وہ اچھی لگ رہی تھی۔

"کیا پینا پسند کریں گے آپ۔۔۔؟" وہ اچھے میزبان کی طرح ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے پوچھ رہی تھی۔ ہاتھ انٹرکام کی طرف بڑھایا۔

"نو تھینکس۔" وہ معذرت خواہانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے بولا تو اس نے شانے اچکا دیئے۔

"اب آپ تمام پوائنٹس مجھے بتائیں تاکہ میں معاملات کو ہینڈل کرسکوں۔" وہ بہت سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"سب سے پہلا مسئلہ تو مشینریز کا ہے' میری مینجر صاحب سے بات ہوئی تھی ان کا کہنا ہے کہ فوری طور پر مشینوں کا بندوبست ہو جانا چاہئے۔"

"فوری طور پر۔" ہومی نے بھنویں اچکائیں۔

"بالکل۔" روقاش نے عقلمندانہ انداز میں سر ہلایا۔

"[illegible] ٹی ڈونٹ تھنک سو۔" اس نے روقاس کی نفی کی تو وہ حیرت سے [illegible] آگے جھک آئی۔

"آپ مفروضے قائم [illegible] میں کچھ زیادہ جلدی نہیں کر رہے؟"

"اینی وے۔" "آپ نے مجھے یہاں جس کام کے لئے بلایا ہے اس کے لئے مجھے مکمل اتھارٹی چاہئے ہر کام میں۔"

اس نے بڑے آرام سے اسے جتایا تھا وہ دانت پر دانت جما کر کرسی کی پشت سے لگ کر جھولنے لگی۔

"او کے۔ آپ فیکٹری کا جائزہ لے لیں۔"

ہومی کے انداز پر اسے بہت غصہ آیا تھا ویسے تو وہ خود ہی اس کے ساتھ جاتی مگر اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا [illegible] دوسری طرف بھی لگتا تھا کہ اس بات کا قطعی نوٹس نہیں لیا گیا۔ وہ آرام سے بولا۔

"آپ اپنے [illegible] صاحب کو میرے ساتھ کر دیں۔ آپ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"جی۔ بس جا بھی نہیں رہی مجھے بہت کام ہے۔" اس [illegible] غصہ ضبط کیا تھا اور [illegible] کر نسیم صاحب کو بلوا لیا۔

"اسلام علیکم میڈم۔"

"آیئے نسیم صاحب بیٹھئے۔" وہ مسکرائی تھی۔

"یہ ہمارے پروڈکشن مینجر ہیں نسیم صاحب۔ اور یہ۔۔۔ یہ [illegible]" اس نے تعارف کروانا شروع کیا اور ہومی کی دفعہ ایسی [illegible] سمجھ ہی نہیں آیا کیسے تعارف کرائے، نام ذہن سے محو ہو [illegible]

"مجھے ہومی کہتے ہیں۔ نائس ٹو [illegible]" وہ اٹھ کر ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے شائستگی سے بولا۔ وہ خفیف سی سرخ چہرہ لئے بیٹھی تھی پھر اپنی خفت دور کرنے کے لئے جلدی جلدی ان سے بات کرنے لگی۔

"نسیم صاحب! آج سے یہ بزنس کے تمام امور چیک کریں گے۔ تمام پروڈکٹس کی چیکنگ کریں گے [illegible] ڈیلنگ بھی یہی کریں گے۔ آپ ان کی رہنمائی کریں گے اور ابھی انہیں فیکٹری کا وزٹ کرانا ہے انہیں مشینیں بھی دکھائیں تاکہ ہمیں پراپر گائیڈینس مل سکے۔" وہ مسلسل بول رہی تھی۔ ہومی بازو ٹیبل پر رکھے سر ترچھا کئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میڈم تمام تفصیلات میں آپ کی ٹیبل پر پہنچا [illegible] اس سارے فضیحتے کی کیا ضرورت تھی؟" نسیم صاحب [illegible] ہو رہے تھے۔ روقاش نے فوراً ان کا حوصلہ بڑھایا۔

"بس چند دنوں کی بات ہے اور پھر آپ سے زیادہ بھروسہ تو میں کسی پر کر ہی نہیں سکتی۔ سو ڈونٹ مائنڈ۔" اس کا لہجہ مصالحانہ تھا۔

"خیر میں کیا اور میری ذات کیا۔ آپ جو بہتر سمجھیں وہی کریں۔ شاید آپ کو میری بات پر اعتبار نہیں۔" وہ پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولے تو وہ شرمساری ہو گئی۔

"پلیز نسیم صاحب۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ دیکھیں مشینز کے لئے میں آپ کو چیکس دے چکی ہوں تمام ضروری کارروائی ہو چکی ہے۔ یہ تو محض خانہ پری ہے۔" روقاش نے انہیں سمجھایا۔

ہومی ان کی [illegible] ہچکچاہٹ نوٹ کر رہا تھا جو اسے فیکٹری دکھانے اور [illegible] چیک کروانے کا کہنے پر ان کے انداز میں در آئی تھی۔

"آپ پلیز مسٹر ہومی کو ساتھ لے جائیں انہیں فیکٹری کا وزٹ کرائیں۔" وہ بروقت تمام اس کا نام لے پائی تھی پتہ نہیں یہ اس کا اصل نام تھا یا نک نیم یہی بات روقاش کو کنفیوژ کر دیتی تھی۔

"آں۔۔۔ نہیں روقاش آج نہیں۔۔۔ ایسا کرتے ہیں آج ہم دیگر معاملات ڈسکس کر لیتے ہیں فیکٹری [illegible] کسی اور دن سہی۔"

وہ [illegible] طور پر روقاش سے مخاطب ہوا تھا اس کی بات پر [illegible] ناگواری کی لہر اٹھی۔

"ایز یو وش مسٹر ہومی۔ میڈم مجھے اجازت؟" نسیم صاحب تو گویا منتظر ہی بیٹھے [illegible] نے گہری سانس لے کر سر ہلایا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔ آپ یہاں اور کون سے معاملات ڈسکس کرنے آئے ہیں؟" نسیم صاحب کے جاتے ہی وہ بڑے ضبط سے بولی تھی۔ ورنہ جی چاہ رہا تھا کہ محترم ایم بی اے کو باہر کا راستہ دکھا دے۔

"پھپھو کی طرح مجھے بھی ان صاحب پر بھروسہ نہیں ہے۔" وہ بڑے آرام و اطمینان سے اس کے ساتھ اپنی فیلنگز شیئر کر رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر ہومی۔" وہ یکبارگی جھک کر میز پر بازو ٹکائے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی "مجھے ضویا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ آپ نجومی ہیں کیونکہ میری ضرورت یہ نہیں۔"

اس کے انداز پر وہ چند ثانیوں تک اس کے غصیلے تاثرات دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بڑی سادگی سے بولا۔

"آپ کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ آپ چاہتی نہیں اس میں کسی اور کا قصور تو قطعی نہیں ہے۔"

وہ تپ ہو کر رہ گئی۔ حالانکہ وہ بہت عام سے انداز میں بولا تھا مگر الفاظ کا طنز وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"مسٹر ہومی۔ آئی تھنک بزنس کو آپ سے بہتر جانتی ہوں" انداز میں بولی۔

"میرے خیال میں آپ سے زیادہ بہتر بزنس میں سنبھال سکتی ہوں کیونکہ میں چہروں سے کبھی دھوکہ نہیں کھاتی۔"

ہومی کا چہرہ بے اختیار مسکراہٹ کی گرفت میں آیا تھا۔ اس کے لب کچھ کہنے کو وا ہوئے پھر وہ سر جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا دعویٰ ہو سکتا ہے کہ درست ہو مگر میں تبھی آپ کی ہیلپ کروں گا جب آپ مجھ پر ٹرسٹ کریں گی۔ میں جا رہا ہوں۔ آپ ضویا کے ذریعے مجھ سے کنٹیکٹ کر سکتی ہیں۔" وہ دروازہ کھول کر نکل گیا۔ شام کو اس نے سارا غصہ ضویا پر اتارا تھا۔

"کیا شے بھیجی تھی تم نے میرے پاس؟ ہونہہ۔۔۔ ایم بی اے ہیں، بزنس سنبھالا ہوا ہے انہوں نے۔۔۔ وہ شخص کیا خاک بزنس سنبھالے گا جسے کسی کے چہرے سے، باتوں سے، اس کی ایمانداری یا نیت کا اندازہ ہی نہ ہو۔ جاتے ہی نسیم صاحب پر الزام دھر دیا اور ایک بات تم بھی نوٹ کرلو موصوف میں صرف خوبصورتی ہی ہے دماغ نہیں کیونکہ ضروری نہیں ہر خوبصورت بندہ عقلمند بھی ہو۔"

وہ ضویا کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر ایک ہی سانس میں گویا اپنا غصہ اتار دینا چاہتی تھی۔ وہ ذرا تھمی تو ضویا نے فوراً موقع سے فائدہ اٹھایا۔

"میرے خیال میں دھوپ نے تمہاری بینائی زائل کر دی ہے اور تم ادھر ادھر دیکھے بغیر بلا وجہ فضول بولے جا رہی ہو۔ اپنے زبان بند کرکے بیٹھو۔" پھر جی بھر کے شرمندہ بھی ہونا۔ "وہ دانت کچکچا کر بولی لیکن اگر وہ دانت نہ بھی کچکچاتی تو روقاش کی آنکھیں اندر کے ماحول سے مانوس ہوتے ہی سائیڈ والے صوفے پر براجمان ہومی کو دیکھ چکی تھی۔ ندامت کی لہر اسے سر سے پاؤں تک بھگوتی چلی گئی۔ اپنے کہے الفاظ یاد آئے تو خجالت نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔

پتہ نہیں کیا کیا کہہ دیا وہ ضویا کی طرف پلٹ گئی۔ پھر کچھ کہے بغیر تیزی سے باہر نکلنے لگی۔

"ارے۔۔۔ رکے۔۔۔!"

ضویا اس کے پیچھے لپکی تھی۔ اس کا بازو پکڑ کر اسے روکا۔ وہ اس کا ہاتھ جھٹکنے لگی۔

"روقاش۔۔۔"

"پلیز۔۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں غصے سے بولی۔

"کم آن روقاش" ضویا پریشان ہو اٹھی۔ وہ زبردستی ہاتھ چھڑوا کر باہر نکل گئی۔

"روقاش یار کیا ہو گیا؟" ضویا نے لان میں اسے پکڑ لیا۔

"تم مجھے بتا نہیں سکتی تھیں کہ۔۔۔ وہ تمہارا "کزن" یہاں بیٹھا ہے۔" وہ دہاڑی تھی۔ ضویا نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم نے مہلت دی تھی تم نے؟" آتے ہی اس کی شان میں قصیدے پڑھنے شروع کر دیے۔

"شٹ اپ۔" وہ لان میں چلنے لگی۔ خجالت و شرمندگی کے مارے اس کو بے چینی ہو رہی تھی۔

"ایسے تو مت کرو اب یوں ٹینس ہونے کی ضرورت نہیں فارگیٹ اٹ یار۔"

ضویا نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر بڑے رسان سے کہا مگر اگلا لمحہ اس کے لئے بے حد حیران کن تھا وہ اس کے شانے میں منہ چھپا کر رو دی تھی۔ ضویا بوکھلا اٹھی۔

"کم آن روشی۔۔ نتھنگ سیریس یار۔۔!"

ضویا نے اس کے بال سہلائے تو وہ اس سے جدا ہو کر آنکھیں مسلنے لگی۔ ضویا اسے لئے گھاس پر بیٹھ گئی۔

"تم پاگل ہو گئی ہو، ذرا سی بات پر آنسو بہانے لگی ہو۔" ضویا نے خفگی دکھائی۔

"وہ۔۔ وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔ ضویا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل کر معدوم ہو گئی۔

"وہ کیوں کچھ سوچے گا؟" وہ معصومیت سے پوچھنے لگی "اور اتنا ہی اس کا خیال تھا تو [illegible] نہ۔"

"شٹ اپ۔۔ خیال ویال کچھ نہیں مجھے [illegible] اس فضول سے [illegible] میں نے اس کی خوبصورتی کا منحوس ذکر کیا تھا وہ کیا سوچ رہا ہو گا کہ میں اسے خوبصورت سمجھتی ہوں۔" وہ بڑی ناراضگی سے بولی۔ اس کی باتیں سن کر ضویا نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"چچ۔۔ ہاں بھئی۔۔ یہی تو سوچیں گے وہ تم سے پہلے تو انہیں اپنی خوبصورتی کا خیال ہی نہیں تھا۔" وہ بظاہر سادگی سے بولی تھی۔

"اب میں اندر نہیں جاؤں گی۔" وہ دوٹوک انداز میں بولی۔

"پہلے ہی موصوف کے مزاج ساتویں آسمان پر رہتے ہیں اب تو میری بیوقوفی کی وجہ سے خوبصورتی کی سند بھی مل گئی۔"

اس کی عجیب و غریب منطق پر اب کی بار ضویا اپنی ہنسی نہیں روک سکی۔ اسے غصہ آنے لگا۔

"اب اگر تمہاری بتیسی دکھائی دی تو میں چلی جاؤں گی اٹھ کر۔"

"کہاں۔۔ اندر۔۔؟" ضویا شرارت سے بولی تو اس نے اپنا شولڈر بیگ اس کے شانے پر رسید کیا۔

"بکواس مت کرو۔"

"او کے۔۔" ضویا نے مصالحت آمیز انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

"لیو دس ٹاپک۔۔ یہ بتاؤ کہ اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے تمہیں اور یہ کیا اعتبار و بے اعتباری کی گردان کر رہی تھیں؟" ضویا نے اسے دونوں ہاتھوں لیا تھا۔ اس نے طویل سانس لی۔

"یہ شخص اگر دو دن تک آفس آتا رہا تو میرا بزنس ٹھپ ہو جائے گا۔" وہ بڑی بیزاری سے بولی تھی۔

"یہ تمہارا خیال ہے مائی ڈیئر۔ ورنہ ابھی کچھ دیر پہلے بھائی سے جو انہوں نے ڈسکشن کی ہے اس کی روشنی میں تو اگر وہ جلد از جلد تمہاری ہیلپ نہ کریں تو تمہارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا بلکہ تم اپنی بیوقوفی کے ہاتھوں کنگال ہو جاؤ گی۔" ضویا نے تمسخرانہ انداز میں کہا تو وہ تیزی سے بولی۔

"یہ بیوقوفی والا فقرہ کس نے کہا ہے؟"

"سبحان اللہ۔۔ اندر۔۔" ضویا نے طویل سانس لی۔ "کیا چن کے فقرہ پکڑا ہے اور باقی کیا بکواس کی ہے میں نے وہ نہیں سنی تم نے۔"

ضویا کے خشمگیں انداز پر وہ ذرا جھینپ گئی مگر لہجہ نہیں بدلا۔

"اب میں نجومی تو ہوں نہیں کہ تمہارے اشاروں سے سمجھ جاؤں پوری بات تفصیل سے بتاؤ۔"

"پاگل لڑکی۔۔" ابھی انکل کی ڈیتھ کو سال بھر بھی نہیں ہوا اور مشینیں جام ہو گئیں اگر ایسی بات ہوتی تو انکل [illegible] سلسلے میں کوئی اقدام کر چکے ہوتے۔ چلتی ہوئی مشینیں [illegible] ہو سکتی ہیں؟ اور پھر تم نے نہ تو خود انہیں چیک کرنے کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی کسی انجینئر سے مدد لی۔ یہ تمہاری بیوقوفی ہے کہ تم آنکھیں بند کر کے مینجر پر بھروسہ کر رہی ہو چکیا

اتنی ہی ناکارہ مشینیں استعمال ہو رہی تھیں فیکٹری میں کہ چھ سات ماہ میں ہی اتنی ساری اکٹھی خراب ہو گئیں۔

"ہو سکتا ہے کہ واقعی ایسا ہو۔ مشینری کا کیا ہے کبھی بھی چلتے چلتے بند ہو سکتی ہے۔" وہ یقین کرنے کو تیار نہ تھی۔

"بھلا نسیم صاحب جیسے ایماندار اور مخلص آدمی کیسے دھوکہ دے سکتے ہیں۔" اس نے سوچا تھا۔

"تمہارے پاپا بے حد ذہین اور کامیاب بزنس مین تھے کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ فیکٹری میں کیا ہو رہا ہے تمہیں کم از کم خود بھی دیکھنا چاہئے تھا کہ مینجر کی بات میں سچائی بھی ہے یا نہیں۔" ضوبیا بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"دیکھو ڈیڈی یہاں ہوتے تو میں ان سے کہتی۔ بھائی کو بزنس کی الف ب کا بھی نہیں پتہ' وہ تو بس اپنے سی ایس ایس میں مگن ہے۔ اس لئے ہومی بھائی پر ٹرسٹ کرو' یقین کرو بے حد اچھے اور ڈیسنٹ آدمی ہیں اور مخلص بھی۔"

"ہونہہ۔ ... بھی۔ ..."

وہ جل کر بولی۔

"دیکھو کسی بھی ڈیل میں سب سے پہلے اور بنیادی شے ہوتی ہے اعتبار اور بقول ہومی بھائی کے تم ان کی باتوں پر بالکل بھی اعتبار نہیں کرتیں حالانکہ اس وقت تمہیں ہیلپ کی ضرورت ہے اس کے لئے تو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے اور تم ہومی بھائی سے دوستی نہیں کر سکتیں؟" ضوبیا نے صاف الفاظ میں بات کی تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ رہی۔

"مجھے بہت ٹینس ہو رہی ہے ضوبی۔ مجھے لگ رہا ہے کہ پاپا آج ہی مجھے چھوڑ کر گئے ہیں۔" لمحہ بھر ہی میں اس کی آنکھیں جل تھل ہو گئی تھیں۔ وہ لب بھینچے اسے دیکھے گئی۔

"میری خاطر روقاش۔ پلیز یار۔"

ضوبیا نے منت کی' قدرے توقف کے بعد اس نے چہرہ اٹھایا۔

"اوکے۔ کل انہیں بھیجنا' میں خود فیکٹری کا وزٹ کروں گی ان کے ساتھ۔ لیکن اگر ان کی انفارمیشنز جھوٹ ہوئیں تو بہت برا ہو گا۔" اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔

"اوکے ڈن۔" ضوبیا کھل کے مسکرائی تھی۔ پھر بولی "چلو اب اندر چلیں۔"

مگر اس نے انکار کر دیا جو بے وقوفی کر چکی تھی وہ پھر سے یاد آنے لگی۔ وہ دونوں وہیں بیٹھی باتیں کرتی رہیں۔ کافی دیر کے بعد وہ ضوبیا کے بھائی اسد کے ساتھ باہر نکلا تھا۔ روقاش نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا تھا مگر اس نے ان کی طرف نہیں دیکھا اسد سے باتیں کرتا وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا اس کے جانے کے بعد اسد ان کی طرف آیا تھا۔

"ہیلو پرابلم گرل۔ کیا حال ہیں؟"

وہ بہت جولی سا تھا۔ اس کی اور ضوبیا کی نیچر میں کافی مماثلت تھی۔ روقاش کے بولنے سے پہلے ہی ضوبیا نے اسد کو تنبیہہ کی۔

"بھائی آج کل اس کا موڈ بہت خراب ہے۔ بی ... کیئر فل۔"

"اوہ ... تم نے تو ڈرا دیا یار۔" وہ ان کے سامنے چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔ روقاش نے ضوبیا کو ذرا سا گھورا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں اسد بھائی۔" وہ مسکرا کر اسد سے بولی تھی۔

"اور یہ آپ نے کچھ عرصے سے مجھے پرابلم کہنا کیوں شروع کر دیا ہے؟"

"وہ اس لئے ڈیئر سسٹر کہ کچھ ہی عرصہ ہوا ہے تمہیں ان پرابلمز کو خود سے چمٹائے۔" وہ مزے سے ہنسا تھا اس کی بات پر ہنستے ہوئے روقاش کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔

"پتہ ہے بھائی روقاش کا شمار ان بندوں میں ہوتا ہے جو پرابلمز کو خود سے چمٹائے رکھتے ہیں۔" اس کی بات پر روقاش چپ ہو گئی۔ اس کی خاموشی کو محسوس کر کے اسد نے ضوبیا کو اور پھر

UrduPhoto.com
dua.786@www.oneurdu.com

فوراً ہی سنبھل گیا۔

"ایک بات کہنی تھی مجھے تم سے۔"

اس کے تمہید باندھنے پر روقاش نے خود کو سنبھال کر مسکراتے ہوئے اسد کو دیکھا تھا۔

"دیکھو اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا بزنس چلتا رہے تو تمہیں ہومی پر اعتبار کرنا چاہئے میں تو ان معاملات کو جانتا نہیں ورنہ میں ہی تمہیں کوئی مشورہ دیتا۔ مگر اب اگر وہ تمہیں کوئی مشورہ دیتا ہے تو اس میں ہنڈریڈ پرسنٹ تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔ میری اس سے بات ہوئی ہے کیا تم نے انکل کی ڈیتھ سے پہلے آفس جانا چھوڑ دیا تھا۔" اس نے بات کرتے کرتے اچانک پوچھا تھا۔ وہ جو سر جھکائے سن رہی تھی چونکی۔

"ہوں... نہیں تو۔" اس نے نہ سمجھنے والے انداز میں اسد کو دیکھا۔

"یعنی کہ تم باقاعدگی سے بزنس دیکھ رہی تھیں کیا اس دوران کبھی انکل نے تم سے مشینریز کے متعلق کوئی بات کی تھی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں... مجھ سے تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" اس نے اب کی بار ذرا الجھ کر کہا۔

"ہیئر از دی پوائنٹ۔" اسد نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ "پھر مشینری خراب نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو تمہارے سامنے ہوتی کیونکہ تم انکل کے ساتھ بزنس سنبھال رہی تھیں۔"

اس کی بات پر روقاش ششدر بیٹھی رہ گئی، پھر بے یقینی سے بولی۔

"تو... پھر وہ... پھر نسیم صاحب نے مجھ سے کیوں کہا؟"

اسد ہنسا تھا۔

"ابھی بھی تم نہیں سمجھیں۔ مشینری خراب ہونا اتنی چھوٹی بات نہیں ہوتی کہ تمہاری نظر چوک گئی ہو یا انکل نے تمہیں نہیں بتایا ہو۔ سوری تمہارے یہ قابل اعتماد نسیم صاحب اب اتنے بھی قابل اعتماد نہیں کہ تم ان کی مرضی کے مطابق انہیں چیک بھر کے دیتی رہو۔"

اس نے ہومی کی باتوں کو جلد بازی اور مفروضہ کہا تھا مگر اب جو کچھ اسد کہہ رہا تھا اس سے اصلیت کھل کر سامنے آ گئی تھی۔

اسے رونا آنے لگا مگر اسد کی موجودگی کا خیال کر کے وہ بڑے ضبط سے بیٹھی تھی۔

"اور اس سلسلے میں تمہیں میرا شکر گزار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام نشیب و فراز مجھے ہومی کے توسط سے پتہ چلے ہیں۔ اینڈ آئی ہوپ کہ تم ہومی سے کو اپریٹ کرو گی۔ نسیم صاحب جیسے دھوکہ بازوں کو علم ہونا چاہئے کہ تم تنہا نہیں ہو۔ تمہارے اپنے تمہارے ساتھ ہیں جو تمہارے ہر نفع و نقصان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔"

وہ اس کی کیفیت بھانپ کر سنجیدگی سے بولا اور اس کا سر تھپتھپا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈونٹ وری، ہومی سے میری ڈسکشن ہو گئی ہے تمہیں کسی بھی معاملے میں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں وہ جو مناسب سمجھے گا ڈیسزن لے گا تم بس خاموشی سے دیکھتی جانا۔"

وہ اسے سمجھاتے ہوئے اندر چلا گیا۔ وہ گم صم سی بیٹھی تھی ضویا نے تاسف سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"ہوں...." وہ بے ساختہ رو پڑی تھی۔ ضویا نے دیکھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بوجھل ہو رہی تھیں۔

"بی بریو روقاش... ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔"

ضویا نے اس کے دکھ کو دل سے محسوس کرتے ہوئے اسے تسلی دینے کی ناکام کوشش کی۔

"ضوئی... کیا میں اتنی بری ہوں، کوئی بھی خلوص سے میرا ساتھ دینے کی کوشش کیوں نہیں کرتا۔ ہر کوئی مجھے لوٹنے کے درپے ہے۔ حالانکہ میں نے کبھی کسی کے اختیارات میں دخل دینے کی کوشش نہیں کی۔ پاپا کی زندگی میں نسیم صاحب کی جو حیثیت تھی میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ ان کی عزت اور بڑھ گئی تھی میری نظر میں وہ مجھے بزنس میں ہونے والے نفع

نقصان کے متعلق مشورے دیتے تھے۔"

"تبھی... پھر یہ لالچ... اتنا بڑا فریب کیسے؟"

وہ ابھی تک شاک کی سی کیفیت میں تھی۔ اس کے آنسو رخساروں کو بھگو رہے تھے۔ ضوبیا نے اسے ساتھ لگا لیا خود اسے بھی اس کی بے بسی و بے چارگی کا خیال کر کے رونا آنے لگا تھا۔

اس نے ابھی ابھی نسیم صاحب کو نوکری سے فارغ کیا تھا اور اب وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ سر ہاتھوں پر رکھے ٹیبل پر کہنیاں ٹیکے بیٹھی تھی۔ وہ اندر داخل ہوا تو دروازے کی آواز پر اس نے چہرہ اٹھایا تھا۔

"ایوری تھنگ از اوکے... ہر کام ٹھیک طریقے سے ہو رہا ہے۔"

کرسی گھسیٹ کر تھکے تھکے انداز میں اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ وہ بے تاثر انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ تھکا سا لگا۔

"آر یو اوکے...؟" اس نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

روقاش نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اب تو اصل بات ہو جائے۔" وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ "میں نے اپنا ایک بہت اچھا آدمی یہاں اپوائنٹ کر دیا ہے اب آپ کو کسی قسم کا برڈن لینے کی ضرورت نہیں۔ ایوری تھنگ آپ کو کوئی ابجیکشن نہیں ہو گا۔"

وہ کچھ نہیں بولی تو وہ لب بھینچتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"رائل ایڈ کو..." اور "ظہیر انڈسٹریز" والے ایگری مینٹس میں نے کینسل کیے ہیں۔ جو اقدام میں کروں گا آپ کو بتا دوں گا۔"

"آپ... آپ بیٹھیں پلیز۔" وہ جیسے گہری نیند سے جاگی تھی۔ ہوئی نے لحظہ بھر کو اسے دیکھا اور پھر کرسی میں دھنس گیا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔ حالانکہ آپ نے میری جتنی ہیلپ کی اس کے لئے یہ لفظ چھوٹا ہے لیکن پھر بھی۔"

اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں اس کی بھرپور مدد کا اعتراف کرنا چاہا مگر وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر اسے روک گیا۔

"نو مور پلیز۔" اس کے لہجے کی نرمی اس کے سنجیدہ سے تاثرات کا بالکل بھی ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ وہ اب بھی بہت مغرور دکھائی دے رہا تھا۔ روقاش نے گہری سانس اندر کھینچ کر ہتھیلیوں سے آنکھوں کو مسلا تھا۔

"آئی ایم سوری میں نے کئی بار آپ کو غلط سمجھا۔"

وہ اب سنبھل کر بڑی آزردگی سے کہہ رہی تھی۔

"یعنی آپ مجھے ٹھیک طرح سے سمجھ گئی ہیں؟"

اس نے بڑی سادگی سے کہا تھا۔ روقاش نے گڑبڑا کر اس کی طرف دیکھا مگر اس کے چہرے پر مغرورانہ نقوش کے علاوہ کوئی تاثر نہ تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اس کے جملے کو کس انداز میں لے۔ پھر وہ بڑی دکھ سے مسکرا کر بولی۔

"اب تو میں چہرے پڑھنے والے دعوے کو بھی [illegible]"

"[illegible] مگر میں یہ دعویٰ ضرور کر سکتا ہوں۔ مثلاً" آپ کے متعلق۔" وہ ایک دم سے بولا۔ انداز سے بے پرواہی نمایاں تھی۔ روقاش نے تحیر سے اس کی جانب دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"میرے متعلق... کیا؟"

"یہی کہ میں نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کا جو امیج بنایا تھا وہ اب بھی قائم ہے۔"

"اف..." وہ تو حیرت میں غرق ہونے کو تھی۔ یہ شخص جس کی "بے دلی" اور "سنگدلی" کے قصے ضوبیا اسے دن رات سنا کر جانے کیوں متاثر کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی اتنا گھنا ہے شاید ضوبیا نہیں جانتی تھی۔

"وہ کیا...؟" فطری متجسس تھا جو وہ خود پر قابو نہیں رکھ پائی بہت اشتیاق سے اس نے پوچھا تھا لحظہ بھر کو اس نے تولنے والی نگاہ روقاش پر ڈالی۔ پھر آرام سے بولا۔

"[illegible] آپ بیوقوفی کی حد تک جذباتی لڑکی ہیں۔ جوانا کی خاطر [illegible] کچھ ختم کر سکتی ہے۔"

"اس قدر جان بلا [illegible] کو سلگاتا تجزیہ روقاش کو جلا کر خاک کر گیا۔ اس [illegible] اشتیاق تاثرات کو ناگواری اور خجالت کی سرخی میں بد [illegible] نہیں لگا۔ اس کا جی چاہا کہ سامنے بیٹھے خودپسند و مغرور [illegible] کے تمام احسانات اور خلوص بھلا کر اسے آفس سے نکال باہر کرے مگر اس سے یہ ہو نہیں سکا۔ مگر پھر بھی اس نے جتانا ضروری سمجھا کہ یہ الفاظ اسے سخت ناگوار گزرے ہیں۔

"مگر آپ کا یہ تجزیہ ادھورا ہے مسٹر ہوی۔۔۔ میں غلط اور ناگوار بات کہنے والوں کو وہ احترام نہیں دیتی جو میں مجبوراً" آپ کو دے رہی ہوں حالانکہ آپ کی بات نے میرے [illegible] کوئی اچھا تاثر نہیں چھوڑا۔ یہ بات بھی آپ اپنے تجزیے میں شامل کر لیں۔"

اس کے ٹھنڈے [illegible] بے ساختہ مسکرایا تھا۔

"وجہ پوچھ سکتا ہوں اس قدر احترام اور عزت افزائی کی؟"

وہ جان جلانے [illegible] پوچھ رہا تھا [illegible] اسے سلگانا مقصود ہو۔ ابھی تو [illegible] میں وہ کامیاب رہا تھا۔

"صرف یہ کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔"

وہ گویا چیخ کر بولی۔

اس نے اتنے مسائل حل کیے تھے اتنے بڑے نقصان سے بچایا تھا قدرتی طور پر دل نے اسے مہربان اور اچھا تصور کر لیا تھا اب وہ اپنے اندازے پر پچھتا رہی تھی۔ "ہونہہ۔۔۔ گھنا"

"لیکن میں نے تو آپ پر احسان نہیں کیا۔" وہ شانے اچکا کر بولا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی ہوپ اگلی ملاقات اس سے بہتر موڈ میں ہوگی۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور پلٹ کر باہر نکل گیا۔ یونہی روقاش کو شک سا گزرا کہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ جگمگا رہی تھی۔

"ہونہہ۔۔۔" اس نے پین کو ٹیبل پر پھینکا اور ٹیک لگا کر ریوالونگ چیئر پر گھومنے لگی۔ دل جل جل کر خاک ہو رہا تھا۔

"حد ہے ہم تو خوش فہمی کی جانے کون سی منزل پر بیٹھے موصوف نے ایک جملے میں زمین پر لا پٹخا۔ جی چاہ رہا ہے کہ توپ کے منہ پر باندھ کر اڑا دوں۔ ورنہ کم از کم اس کے خوبصورت چہرے پر تیزاب تو ڈال ہی دوں۔ خیر مردوں کے لئے خوبصورتی کا کیا کام۔ بس ہر وقت ناک پر غصہ اور آنکھوں میں غرور بھرے بیٹھے رہتے ہیں اور [illegible] خوبصورتی کا زبان تو جیسے زہر میں ڈبو رکھی ہے۔"

اس نے اندر بھڑکتی آگ بجھانے کے لیے گلاس اٹھا کر دو تین گھونٹوں میں خالی کر دیا۔

"اب بس۔۔۔ جتنی ہیلپ کرنی تھی کر لی اور جتنا احسان چڑھایا تھا اس کا بدلہ تو اس جملے کے بعد ہی اتر گیا۔"

اس نے اٹل انداز میں ارادہ کیا اور چیزیں سمیٹ کر دراز لاک کیا اور بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھ کھڑی [illegible]

وہ [illegible] تھکے ماندے انداز میں اندر داخل ہوئی تھی۔

"یہ لو۔ آ گئی تمہاری [illegible] پوچھ لو اس سے کیا غلط کہہ رہا ہوں میں۔" اسے دیکھتے [illegible] جان تنگ کر بولے تھے وہ بوکھلا اٹھی۔ ایک تو پہلے ہی ذہن بوجھل ہو رہا تھا اوپر سے یہ اچانک افتاد۔

"یہ کیا کرتی پھر رہی ہو تم۔۔۔؟" خالہ بہت تیز لہجے میں بولیں تو اس نے حیرت سے پہلے خالو جان کے نخوت بھرے تاثرات اور پھر خالہ کو دیکھا۔

"کیا کر دیا میں نے۔۔۔؟"

"یہ [illegible] کہ گھسا رکھا ہے تم نے فیکٹری میں؟"

خالہ کا انداز [illegible] کر گیا۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ" وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ جمائے ناگواری سے بولی۔

"اتنی بچی تو نہیں کہ سمجھ نہ سکو۔ میں [illegible] نہیں

تھا جو سگا تھا اور اس کو سارے اختیارات سونپ دیئے جسے جانتی تک نہیں۔" خالو جان نے استہزائیہ انداز [illegible] نے بے اختیار گہری سانس لی۔ اب بات سمجھ میں آئی تھی کہ اس ساری طنزیہ گفتگو کا کیا مطلب ہے۔

"میں نے جو مناسب سمجھا وہی کیا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو انہوں نے طنزیہ نظروں سے خالہ کو دیکھا۔

"دیکھ رہی ہو تم۔ میں تو کسی کھاتے میں ہی نہیں۔ اچھا بھلا بزنس چلا رہا تھا مگر اسے غیروں پر بھروسہ ہے مجھ پر نہیں۔"

"وہ ایسے بولے جیسے "ریڑھی چلانے" کی بات کررہے ہوں۔

"کون ہے وہ روقاش؟" خالہ نے غصے سے پوچھا تھا۔

"خالو جان آپ خوامخواہ بات بڑھا رہے ہیں۔" اس نے خالہ کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے خالو جان سے کہا "جیسا بزنس آپ چلا رہے تھے اس سے ہزار درجہ بہتر میں خود چلا سکتی ہوں [illegible] نے چند لمحوں میں ہی اندازہ لگالیا تھا کہ وہاں کھیل کھیلا جارہا ہے۔ آپ تو روزانہ فیکٹری کا وزٹ کرتے تھے آپ نے کبھی کیوں نہیں بتایا کہ مشینری بالکل ٹھیک ہے۔ تب تو مینجر کی ہاں میں ہاں ملارہے تھے۔

اس کا لہجہ تیز اور اونچا تھا، خالو جان کو تو گویا کسی [illegible] پر بٹھا دیا۔

"ہاں [illegible] کھیل وہاں کھیلا جارہا ہے وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں [illegible] میری ایک بات کان کھول کر سن لو آئندہ میں نے [illegible] شخص کے ساتھ دیکھا تو غیرت میں آکر کچھ بھی [illegible] میں۔" ان کی بڑک نے روقاش کو اتنا متاثر نہیں کیا جتنا کہ ان کی گھٹیا سوچ اور ذو معنی جملوں نے دماغ ہلا دیا۔

"وہ بزنس کے معاملات کو سلجھا رہے ہیں خالو جان، آپ بات کو غلط رخ دینے کی کوشش نہ کریں۔" وہ تحمل سے بولی تھی۔

"اونہہ۔ جو رخ تم دینے کی کوشش کررہی ہو وہ بھی میں دیکھ رہا ہوں۔" ان کے طنزیہ وذو معنی انداز پر وہ چیخ اٹھی۔

"کیسی باتیں کررہے ہیں آپ؟"

وہ اب خالہ سے مخاطب تھے

"[illegible] کہ اب ہمیں مزید یہاں رہنے کی ضرورت نہیں بیگم آپ کی بھانجی اب کافی خودمختار ہوگئی ہے اکیلی رہ سکتی ہے۔" انہوں نے ٹرمپ کارڈ کھیلا تھا۔ روقاش نے گھبرا کر خالہ کی طرف دیکھا۔

"ہاں بھئی دنیا کہتی رہی مگر میں نے نہیں مانا مگر یہ بھی مجھے سوتیلی ہی سمجھتی ہے۔ مجال ہے جو کبھی میری بات مانی ہو۔"

خالہ روہانسی ہوگئیں تو وہ بعجلت ان کے پاس بیٹھی۔

"خالہ پلیز۔ کیا کیا ہے میں نے ایسا؟"

"دیکھو بھئی۔ میری جوان بیٹی ہے گھر میں، تمہیں پتا ہے لوگ کیسی کیسی فضول باتیں کرتے ہیں تمہارے [illegible] مردوں میں گھری بیٹھی رہتی ہو لوگ باتیں [illegible] تو کیا کریں۔"

"اف۔" اس کے وجود پر جیسے کسی نے تیزاب انڈیل دیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھے گئی۔ اتنی گراوٹ۔

"ہاں بھئی۔ بہت ہوگیا اب میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ میں لوگوں کی گھٹیا باتیں برداشت کروں۔ تم اپنا سامان باندھو اس کی فکر کرنے والے اب بہت ہیں۔"

اس کو خالو جان کی آواز جیسے کنوئیں میں سے آتی محسوس ہوئی۔ اس کی رگوں میں جیسے آگ جل [illegible] آنسوؤں کا پھندہ لگنے لگا۔

"یااللہ میری مدد کرنا" اس نے خالہ کے ہاتھوں کو

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Please register Visual Watermark

سختی سے اپنے ہاتھوں میں دبوچا تھا۔ آنسو رخساروں پر چھلک آئے تھے۔

"خالہ۔۔۔ آپ ہی بتائیں کیا کروں میں' اب اتنا وسیع بزنس ... نہیں چھوڑا جاسکتا نا۔"

وہ بے بسی و بے چارگی سے بولی تھی۔

"ہنو بھی اب کیا یہ نہیں سنبھال رہے تھے بزنس۔" خالہ نے بہت بے مروتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹکے تھے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگوں کو پریشانی کیا ہے' میں یہیں ہوں' بزنس روپیہ پیسہ سب کچھ یہیں ہے آپ کو بے اعتباری کس بات کی ہے۔"

وہ غصے سے بول اٹھی۔ خالو جان نے بہت ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"تمہارا کیا ہے کل رخصتی کروالو... ہم تو دوب... پھر نہ آگا نہ پیچھا کیا یتیم خانے جائیں گے۔" وہ چمک کر بولے تھے۔ روقاش کا جی چاہا کہ کہے اور وہ جو ساٹھ ہزار گز کا پلاٹ خریدا ہے وہاں کیا مقبرہ بنوائیں گے مگر اس نے بڑے ضبط کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی اس وقت وہ ان کے رحم و کرم پر ہے ... کا مظاہرہ ... کا مطلب ہے بے رحم تنہائی اور لاوارثی۔

"... کب کروا رہی ہوں رخصتی۔ یونہی تو خوار نہیں ہو رہی میں۔"

وہ آنسوؤں سے بوجھل لہجے میں بولی تھی۔

"اور ویسے بھی اب اس کا نکاح کی حقیقت ہی کیا رہ گئی ہے۔ میں نے پتہ کیا ہے ایک بہت بڑے مفتی صاحب سے وہ کہہ رہے تھے کہ اگر چھ سال تک شوہر لاپتہ رہے تو عورت دوسری شادی کر سکتی ہے۔"

خالو جان کی بات اسے سنسناتے ... جھلس گئی تھی۔

"ہاں بھئی تم کیوں بندھی بیٹھی ہو اور میرا تو خیال ہے کہ اب اس تایا اور اس کے بیٹے سے پیچھا چھڑوالو ورنہ کھا جائیں گے سب کچھ تمہارا اسی لئے تو لوٹے ہیں اتنے سگے ہوتے تو جب بھائی زندہ تھا تب آتے۔ ہماری طرح انہوں نے تمہاری پہرے داری نہیں کی۔ ہم تو سگوں سے بڑھ کر خیال کرتے ہیں اور آخر میں حق جتانے وہ آگئے۔"

خالہ اپنا احسان جتانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں۔ روقاش کا دل کٹنے لگا۔ ایسے موقعوں پر اسے اپنے لاوارث ہونے کا شدت سے احساس ہونے لگتا تھا۔

"آپ کو ہومی صاحب کی بزنس میں دخل اندازی ... اعتراض تھا۔ انہیں میں نے فارغ کر دیا ہے اب میں بزنس خود دیکھ رہی ہوں۔" اس نے بڑے ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں تسلی دی تھی مگر خالو جان کی تیوریاں اترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

وہ پھٹتے دماغ کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی تھی۔

"یہ کن گناہوں کی سزا ہے خدایا۔ میں نے تو کبھی کسی کا دل بھی نہیں دکھایا کہ کسی کی بددعا کا شاخسانہ ہی سمجھ لوں اس عذاب کو۔ کاش پاپا کی جگہ مجھے موت آجاتی۔ کاش۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود بھی ... اشاروں ہی اشاروں میں خالو جان نے جس قدر گھٹیا باتیں کی تھیں انہیں وہ خوب اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ جہاں خالو جان کو اپنے اختیارات اور ... کمی کا احساس ہوتا وہیں الزام تراشی پر اتر آتے۔

"میرے خدا' میرا اور امتحان مت لے' میں اس آزمائش کے قابل نہیں ہوں۔" وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔

✈ ------

"ہیلو۔"

وہ یونہی ونڈو شاپنگ کی غرض سے مارکیٹ تک آئی تھی مانوس سے لہجے نے ٹھٹکا دیا۔

ڈارک براؤن پینٹ اور براؤن لائننگ والی ٹی شرٹ ... سن گلاسز جمائے وہ ہومی ہی تھا۔ مگر اس قدر ... انداز؟

"ہیلو۔" اسے مجبوراً بولنا پڑا

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

"شاپنگ کرنے آئی ہیں یا کر چکیں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ روقاش نے گہری سانس لے کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنا تھی۔ رائل اینڈ کو اور "ظہیر اینڈ سنز" والے ایگریمنٹ کے متعلق۔"

وہ شاید اس کا بیزار کن رویہ بھانپ گیا تھا۔ روقاش نے چونک کر اسے دیکھا۔ یہ مسئلہ تو وہ بھولی ہوئی تھی۔

"تو آپ آفس آجاتے وہیں بات ہو جاتی۔" لہجے اور انداز کی تبدیلی پر ہومی کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"پھپھو تکلف... آپ کے خالو جان اچھے نہیں لگتے اور میں صرف انہی لوگوں سے ملنا پسند کرتا ہوں جو مجھے اچھے لگیں کیا ہم لوگ کسی اچھی سی جگہ پر بیٹھ کے ڈسکشن کر سکتے ہیں؟"

وہ اس قدر … سے بات کر رہا تھا کہ روقاش اسے دیکھے … اس نے ذرا سا جھک کر روقاش کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تو چلیں پھر... کسی پرسکون سی جگہ پر۔"

"… وہ … بولی۔

"چلیے۔" وہ اس کے ساتھ چلنے لگا تھا وہ بھی مرے مرے قدموں سے اس کا ساتھ دینے لگی۔

"گاڑی لے کر آئی ہیں آپ؟" وہ پوچھ رہا تھا زمین پر نظریں جمائے چلتی روقاش نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔ ہومی نے اس کی بے زاری کو محسوس کرتے ہوئے سوال دہرایا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر ادھر آیئے۔" وہ اپنی سوک کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ وہ خاموشی سے اس کی تقلید کرنے لگی پتہ نہیں اول روز سے ہی ایک اس بندے کی شخصیت سے الجھن کیوں ہوتی تھی۔ اچھی خاصی زبردست پرسنالٹی کے باوجود وہ جب تک روقاش کے سامنے رہتا اس پر عجیب سی بیزاری طاری رہتی ناچاہتے ہوئے بھی وہ بات بے بات تلخ ہو جاتی تھی۔

ریسٹورنٹ کے سامنے اس نے گاڑی روکی تو وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آئی تھنک یہ خاصا پیس فل ہے۔" وہ اپنی رائے کا اظہار کیا اور سن گلاسز اتار کر ڈیش بورڈ پر ڈال دیئے۔ وہ اس کے ساتھ آنا نہیں چاہتی تھی اور اب یہاں اترنا نہیں چاہتی تھی مگر انکار ہونٹوں تک آتے آتے دم توڑ جاتا تھا۔ گاڑی لاک کرتے ہوئے ہومی نے ایک سرسری نگاہ اس کے خفگی بھرے خاموش انداز پر ڈالی تھی۔ ریسٹورنٹ میں اس کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے روقاش کنفیوژ ہونے لگی اس سے پہلے … وہ قدرے کارنر والی ٹیبل پر آبیٹھے۔

"پلیز آپ جلدی سے بات …۔" وہ بیٹھتے ہی کوفت بھرے انداز میں بولی تو وہ اپنی … پر ڈال کر ویٹر کو بلانے لگا۔

"اتنی جلدی کی کیا بات ہے میں بالکل فارغ ہوں آرام سے بات کریں گے۔" آئس کریم کا آرڈر دینے کے بعد وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"لیکن میں فارغ نہیں ہوں۔" اس نے لہجے کو روکھا بنایا۔

"اوہ... اچھا...؟"

"اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ محض آؤٹنگ کے لئے آئے ہیں تو کبھی بھی آپ کے ساتھ نہ آتی۔"

"چہ... چہ... اتنا غصہ...؟" وہ کہنی ٹیبل پر ٹکائے چہرے کو سہارا دیئے اس قدر پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ویٹر آئس کریم سرو کرنے آیا تو ہومی گہری سانس لے کر سیدھا ہو بیٹھا اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ویٹر کے جاتے ہی وہ اس سے مخاطب ہوا۔

"شروع کریں...!"

"میں یہاں آئس کریم کھانے نہیں آئی۔ آپ جس کام کے لئے مجھے یہاں لائے ہیں وہ بتائیں۔" اس کے لب و لہجے سے غصہ جھلک رہا تھا۔ ہومی نے آئس کریم … سے مکس کرتے ہوئے سکون سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں کوئی کام بھی سوچے سمجھے بغیر نہیں کرتا۔"

وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ اسے آئس کریم کھلانے کا سوچ کر ہی یہاں آیا ہے۔"

"لیکن میں بہت سے کام بنا سوچے سمجھے کرتی ہوں۔"

وہ غصے کی انتہا پر تھی۔ ایک جھٹکے سے اٹھ کر اس نے کرسی پیچھے کھسکائی تھی۔ جب تک ہومی بل پے کر کے پلٹا وہ ریسٹورنٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔

"روقاش.....!"

وہ اس کے اس انداز پر حیران تھا۔ وہ اس کے مقابل آگیا تو اسے مجبوراً رکنا پڑا۔

"اگر آپ کو میری کوئی بات بری لگی ہو تو آئی ایم سوری....."

وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بہت دقتوں سے خود پر قابو پائے ہوئے تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ بھی دوسروں کی طرح اس کی بے بسی و بے چارگی کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔

گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ہومی نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تھی۔

"آپ بہت سے نہیں بلکہ ہر کام بنا سوچے سمجھے کرتی ہیں اور اپنے نفع و نقصان کا خیال نہیں کرتیں۔"

اس کے بے لاگ تجزیے پر وہ ہونٹ کاٹتی گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کم ہی کسی پر اعتبار کرتی ہیں لیکن اب آپ کو کم از کم مجھ سے تو دوستی کر لینی چاہیے۔ بقول آپ کے آپ تو چہرہ دیکھ کر لوگوں کو پہچان لیتی ہیں پھر میری طرف دیکھتے وقت فیس ریڈنگ کا علم استعمال کیوں نہیں کرتیں۔" وہ رسانیت سے کہہ رہا تھا۔ روقاش بحر تحیر میں غرق ہونے کو تھی۔ یہ وہ چہرہ تو نہیں تھا "مغرور اور تنا ہوا۔ یہ تو کوئی اور ہی تھا۔ بہت دوستانہ انداز لئے لہجے میں نرمی سموئے۔

چند لمحوں تک گاڑی میں بالکل خاموشی چھائی رہی پھر وہ خود ہی اسے امپورٹنٹ ایگری منٹس کے متعلق بتانے لگا وہ چپ چاپ سن رہی تھی۔

"اور اب تو ویسے بھی آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔ میرا آدمی سب دیکھ لے گا۔ رائل اینڈ کو اور ظہیر انڈسٹریز والوں سے میں خود بات کروں گا۔"

وہ اسے ہر طرح سے تسلی دے رہا تھا اور اس کی سماعتیں جیسے سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ کس قدر لاوارثی کا احساس ہو رہا تھا۔

جو اس کے اپنے تھے وہ کہاں تھے؟ اور یہ.... یہ کون تھا۔ کیا لگتا تھا اس کا جو یوں اس کے لئے خوار ہو رہا تھا محض انسانیت کے ناتے؟

آنسو یوں آنکھوں سے بہنے لگے جیسے آج کے بعد کبھی بہنے کا ارادہ نہ ہو۔ ہومی کا پیر بے اختیار بریک پر پڑا تھا۔

وہ بہت بے چارگی سے اسے آنسوؤں کی برسات کرتے دیکھ رہا تھا۔ نہ جانے اس لڑکی کی آنکھوں میں اتنا پانی آتا کہاں سے ہے۔ اس نے کئی بار روقاش کو روتے دیکھا تھا اور ہر بار وہ حیران ہو جاتا۔ اس نے کبھی کسی لڑکی کو یوں روتے نہیں دیکھا تھا اور یہاں روقاش وہ ایک سیکنڈ لگاتا تھا آنکھوں میں سیلاب لانے کے لئے۔

"روقاش پلیز کیا ہو گیا ہے؟"

"آپ کیوں خوار ہو رہے ہیں میرے لئے، مجھے تو اپنوں نے چھوڑ دیا پھر آپ کیوں میری خاطر اتنی سر دردی مول لے رہے ہیں؟"

معصومیت بھری سادگی سے پوچھ رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔ کئی لمحے وہ خود سے بے خبر اس کو دیکھے گیا۔

"ایسٹرن بیوٹی..... یہ وہی ہے۔ وہی جو..... جو مجھے چاہئے تھی۔"

"اتنی سی بات کے لئے آپ رو رہی ہیں؟"

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے۔ میرا اس دنیا میں ضوئی اور اس کے گھر والوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جو میرے لئے مخلص ہو، بے لوث ہو...... آپ نے

میری اتنی بدتمیزی کے باوجود میری اتنی مدد کی ورنہ تو جانے کیا ہو جاتا۔" وہ رندھے ہوئے گلے سے بول رہی تھی۔

"جب تک خدا نہ چاہے تب تک کچھ نہیں ہوتا اور پھر دوستی میں احسان نہیں جتلایا کرتے۔" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ روقاش نے بے یقینی سے اس کے مغرورانہ نقوش پر نگاہ ڈالی تھی۔

"کیا خیال ہے۔ ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں نا۔"

وہ پوچھ رہا تھا جبکہ روقاش اپنی حیرت کو چھپانے میں مصروف تھی۔ آفس کے بعض معاملات کے دوران وہ اس شخص کے کھردرے پن اور مغرورانہ ذہنیت سے اچھی طرح واقف ہو گئی تھی اب ایک دم سے اس کی یہ پیشکش اسے تو حیران کر ہی گئی تھی۔ وہ فوراً محتاط ہونے لگی۔

"آپ نے میری کافی ہیلپ کی جس کی وجہ سے یقیناً میں آپ کو کافی ... لیکن میں یہ دوستی وغیرہ کے ... نہیں پالتی۔"

[illegible] آہستگی سے ... انداز ... ہو کر ...

... میں روڈ سے روقاش نے اسے رائٹ سائیڈ پر مڑنے کو کہا۔ وہ لب بھینچے گیئر بدل رہا تھا۔ اس کی بدلتی کیفیت روقاش سے چھپی نہ رہی تھی۔ گھر کے سامنے پہنچ کر اس نے گاڑی رکوائی۔ وہ دروازہ کھول کر نیچے اتری۔

"تھینکس۔"

... میں جھک کر وہ قدرے خوش دلی سے بولی۔

"ابھی تو جانے کتنی ... تھی اس بندے کی۔"

"یکسوزی ..."

وہ پلٹی جب اس کی آواز اس کے ... وہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"محض اپنی بے وقوفی اور جذباتیت کو پالنے سے بہتر تھا کہ دوستی وغیرہ کا چکر پال لیتیں۔ کم از کم آج زندگی کے اس کڑے موڑ پر تنہا تو نہ ہوتیں۔"

وہ جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہہ کر گاڑی اڑا کر لے گیا اور وہ سن کھڑی اڑتی دھول دیکھتی رہ گئی۔

"یہ کیا کہہ گیا تھا وہ؟"

"اونہہ۔ جو مجھ پر بیتی ہے تم پر گزرتی تو تم بھی میری طرح ہر رسی کو سانپ سمجھنے لگتے۔" وہ سر جھٹکتی مضمحل انداز میں بیل کی طرف بڑھی۔

اندر جا کر عجیب غیر متوقع سی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ خالہ اسے دیکھتے ہی تیر کی طرح اس کی طرف بڑھی تھیں۔

"آ گئی میری بچی۔ میری جان!"

اس قدر التفات نے روقاش کو بوکھلا دیا۔ ابھی اتنی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ ... گئے کہ اس قدر پیار کا مظاہرہ کیا جاتا۔

تبھی اس کی نگاہ سائیڈ والی صوفے پر براجمان دو خواتین پر پڑی تھی۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر اور دوسری قدرے جوان خاتون تھیں۔ وہ انہیں پہچان تو نہیں پائی مگر پھر بھی سلام کر دیا۔

"وعلیکم السلام۔ ماشاء اللہ بچی تو بڑی پیاری ہے۔"

ادھیڑ عمر خاتون نے ... لہجے میں کہا۔ پھر وہ روقاش کو اس قدر غور سے دیکھنے لگیں کہ وہ پزل ہو گئی۔

"ادھر بیٹھو۔" خالہ اسے لیے ان کے سامنے صوفے پر آ بیٹھیں۔

"خالہ میں ذرا فریش ہو آؤں۔"

اس نے بھاگنا چاہا مگر خالہ کی تنبیہی نگاہوں نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔

"یہ تمہارے خالو کی بھابی ہیں اور ساتھ ان کی بہو ہے۔"

خالہ نے تعارف کرایا تو مجبوراً روقاش نے ہونٹوں کو پھیلایا۔

"قادر تو آج ہی آنے کی ضد کر رہا تھا۔ پر اماں نے منع کر دیا۔" بہو صاحبہ (جن کا نام خالہ نے زبیدہ بتایا تھا) نے پتہ نہیں کس کو اطلاع دی تھی یا اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com
dua.786@

"تو... حد ہوتی ہے بے صبری کی بھی۔" خالہ ٹھٹھا مار کے ہنسیں۔

"تو خود ہی تو تمہارے میاں نے اطلاع کی تھی کہ جلدی کرو اور پھر ماشاءاللہ سے قادر اب تیس سال کا ہو گیا ہے ہر کوئی کہتا ہے کہ اس کی شادی کر دو۔" اماں بڑی خوشی سے بتا رہی تھیں۔

"اتنے رشتے آتے ہیں اس کے کہ کیا بتاؤں پر اسے کوئی پسند ہی نہیں آتی۔" زبیدہ آنکھیں پھیلا کر بولی تو اس کی بات سے زیادہ روقاش کو اس کا پھیلا ہوا کاجل دیکھ کر ہنسی آ گئی۔

"بہت پڑھا لکھا ہو گا آپ کا بیٹا؟"

اسے دلچسپی محسوس ہوئی تو وہ مزہ لینے کے لئے بظاہر متاثر ہونے والے انداز میں پوچھنے لگی۔

"ہاں... پوری چھ جماعتیں پاس کی ہیں قادر نے۔ ہن چار جماعتیں ہور پڑھ لیتا تو پوری دس ہو جاتی تھیں۔" قادرے کی اماں بڑے فخر سے بتانے لگی۔

روقاش نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا تھا۔

خالہ کچن میں چلی گئیں تو وہ پوری طرح ان ساس بہو کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ہاں چودہ میں سے صرف آٹھ ہی کم ہیں ورنہ چودہ تو پڑھ ہی لیتا آپ کا بیٹا۔"

وہ بڑی سادگی سے کہہ رہی تھی مگر آنکھوں میں شوخیاں مچل رہی تھیں۔

"میں نے ہی منع کر دیا قادرے کے ابا کو۔ میں نے کہا کہ اتنا پڑھ کے تو نظر لگ جائے گی میرے پتر کو۔"

وہ فوراً ہی بولیں تو ضبط کرتے ہوئے بھی روقاش کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ... ویسے آپ کا بیٹا کرتا کیا ہے؟" اس نے یوں پوچھا جیسے بہت دلچسپی ہو۔ جواب زبیدہ نے دیا تھا۔

"کچھ نہیں کرتا جی۔ اسے کوئی نوکری کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ ماشاءاللہ سے اتنے بڑے گھر میں گھر جوائی بن کے رہے گا تو بیٹھ کے کھائے گا۔"

"ماشاءاللہ..." روقاش نے بے ساختہ سوچا تھا۔ کیا خوب روشن خیالات ہیں۔

"لگتا ہے آپ کا بیٹا بہت خوبصورت ہے جبھی تو بڑے گھر میں گھر داماد بن رہا ہے۔" وہ امپریس ہو جانے والے انداز میں بولی تو اماں جیسے جوش میں بھر گئیں۔

"ہاں... تو نے تصویر نئیں دیکھی قادرے کی۔؟" وہ یوں بولیں جیسے پتہ نہیں روقاش کتنے بڑے اعزاز سے محروم رہ گئی ہو۔ پھر زبیدہ سے مخاطب ہوئیں۔

"ذرا نکال تو فوٹو قادرے کی، کتنا سوہنا گبھرو جوان ہے پورے پنڈ میں ایسا جوان نہیں ہے۔"

زبیدہ نے اپنے سامان والے تھیلے میں ہاتھ مار کر ایک عدد تصویر برآمد کر ہی لی۔

"یہ لو...!"

روقاش نے تصویر دیکھی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ چیک دار شلوار سوٹ میں ملبوس گلے میں سرخ مفلر ڈالے آنکھوں پر ڈارک سن گلاسز لگائے اگر وہ "قادر" تھا تو پھر واقعی بہت "خوبصورت" تھا۔ تیل سے چپڑے بالوں کی چمک نظروں کو خیرہ کر رہی تھی۔

"اچھا ہے نا؟" اماں کے انداز میں یقین تھا، مان تھا۔

"ہاں، ہاں... بلکہ بہت اچھا ہے۔" روقاش نے مسکراہٹ دبا کر تصویر واپس کی۔

"اتنا خوبصورت بیٹا ہے آپ کا پھر ابھی تک آپ نے اس کی شادی نہیں کی؟" وہ مچلتی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"اس کے لئے تو خود لڑکی والے گھر میں رشتے لے کر آتے ہیں پر میں نے سوچ لیا تھا کہ کسی لاوارث اور بے سہارا لڑکی کا سہارا بنے گا میرا پتر۔"

وہ فخر سے بولیں تو پہلی بار روقاش کو اس سادہ سی عورت کے خیالات اچھے لگے۔ سو اس نے سراہنے میں دیر نہیں لگائی۔

"ویری گڈ بہت اچھی سوچ ہے آپ کی۔"

خالہ آکر اس کے پاس بیٹھ گئی تھیں۔
"دکھائی ہے میں نے اسے قادرے کی تصویر۔" زبیدہ خالہ کو بتارہی تھی۔ روقاش نے فوراً کہا۔
"ہاں خالہ... بہت اچھا لڑکا ہے۔"
"نہیں۔" خالہ ... "تمہیں پسند آیا۔"
"جی ہاں خالہ، بہت اچھا ہے اس کے خیالات اچھے ہیں۔ ایسے رشتے کے لئے تو کوئی بھی ... ہمارا لڑکی انکار نہیں کر سکتی۔" وہ مسکرا کر بولی۔
"میں ذرا جا کر کپڑے بدل لوں۔"
وہ فوراً" وہاں سے ہٹی تھی۔ کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اطمینان بھری سانس لے رہی تھی۔
ایک سے ایک ڈرامہ بھرا ہے خالو کے خاندان میں۔ وہ سر جھٹک کر کمرے میں گھس گئی۔
"لو بھئی... وہ تو ... کر گئی قادرے کو۔" اماں نے معنی خیزی سے ... مسکائیں تو خالہ چونکیں۔
"... سے کیسے مان گئی۔" وہ حیران تھیں۔
"ہاں... اتنا سوہنا گبھرو پتر ... میرا ... پھر گھر جوائی ...
... تو تڑپ ہی اٹھیں خالہ کے انداز پر۔
"اے بھائی میں کچھ اور سوچ رہی ہوں۔ اتنی پڑھی لکھی ... قادرے کے لئے کیسے مان گئی؟"
"لو... وہ تو کہہ رہی تھی کہ بس اٹھ جماعتیں ہی کم ہیں ورنہ تو پوری چودہ کلاسیں پاس ہے قادرا۔"
زبیدہ نے اماں کی حمایت کی تو خالہ نے شانے جھٹکے۔
"خیر... قادرے کی تعریفیں تو کر رہی تھی۔ آنے دو انہیں، وہی اب آخری فیصلہ ... گے۔"
انہوں نے خالو جان کا حوالہ دیا۔ اسی اثنا میں بوا نے کھانا لگنے کی اطلاع دی تو دونوں ساس بہو بے دلی سے اٹھی تھیں۔

⸻ ✈ ⸻

وہ پہلی مرتبہ کسی بزنس پارٹی میں شرکت کر رہی تھی اور یہ مشورہ خالو جان کا تھا۔
"اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھو یہی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔" اور اسے پہلے مرتبہ ان کی کوئی بات معقول اور فائدہ مند لگی مگر اب وہ یہاں آکر پچھتا رہی تھی۔
"سن رائز" کے شہباز کاظمی نے شہر کے مشہور ترین ہوٹل میں پارٹی دی تھی مگر روقاش کو وہاں پہنچ کر علم ہوا کہ یہ پارٹی فقط بزنس "مین" کے لئے ہے۔ اکا دکا لوگ اپنی بیویوں کو ساتھ لائے تھے اور وہ بھی الٹرا ماڈرن ... جنہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کس کے ساتھ ہیں اور ان کے شوہر کس کے ساتھ ہیں اور جو بیوی کو ایسی پارٹیز میں لانا پسند نہیں کرتے تھے ان کے پہلو میں ... موجود تھی۔
شہباز کاظمی نے بہت تپاک سے اس کا استقبال کیا تھا۔
"میرا نہیں خیال تھا مس روقاش کہ آپ خود تشریف لائیں گی۔"
اس کی باچھیں کھلی جارہی تھیں۔ روقاش کے

وہیل واشنگ مشین پروموشن

... پاکستان نے حال ہی میں ایک مشہور برانڈ وہیل واشنگ پاؤڈر کے ساتھ ایک منفرد انعامی اسکیم کا آغاز کیا ہے جس نے اپنے آغاز ہی سے صارفین میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ اس اسکیم کے تحت صارف کو وہیل واشنگ

پاؤڈر کا 500 گرام کا انعامی پیک خریدنا ہے جس میں ... کارڈ موجود ہے جسے کھرچنے سے صارف ایک واشنگ مشین ... اسی وقت جیت سکتا ہے۔ صارفین ... جوش و خروش سے ... میں حصہ لے رہے ہیں اور واشنگ مشین خریدنے ... قسمت آزما رہے ...

لئے شہباز کاظمی کا اس قدر شارانہ انداز حیران کن تھا۔ پپا کی عمر [illegible] شخص جب بھی کبھی آفس میں ملتا اس کا انداز بہت سوبر [illegible] وہ محض ہلکے سے مسکرادی۔

"آیئے میں آپ کو [illegible] سے متعارف کروا دوں۔"

شہباز کاظمی تو جیسے بچھا ہی جارہا تھا۔ وہ بوکھلا اٹھی۔

"نن۔ نہیں انکل ایسامت کیجئے گا۔"

"ایں۔" انہوں نے اسے یوں دیکھا جیسے کڑوی کونین منہ میں آگئی ہو۔

"بھئی اب تم نے بزنس پارٹیز اٹینڈ کرنا شروع کردی ہیں تو جلد ہی بزنس ٹائیکون بن جاؤگی۔"

وہ یکلخت ہی بہت بے تکلفی سے گویا اسے سنہرے باغ دکھانے لگا۔

"بالکل [illegible] ہیں یہ حضرت تو۔" [illegible] آمیز انداز میں ہال پر نظریں دوڑا [illegible] مگر کوئی بھی شناسا چہرہ دکھائی نہیں دیا [illegible] تین آدمی مزید شہباز کاظمی کے پاس [illegible] کھڑے ہوئے۔

"کمال ہے کاظمی [illegible] اپن سالا تیری پارٹی میں [illegible] آیا اور تو اپن کو [illegible] اور خود ادھر باتیں بنا [illegible] ہے۔" بولنے والے کی حریص نگاہوں کو روقاش نے [illegible] شدت سے محسوس کیا تھا۔ جبکہ کاظمی اس کو بہلانے لگا۔

"ارے یار غفور۔ کمال ہے بھائی [illegible] پارٹی تمہی لوگوں کے لئے تو ارینج کی گئی ہے اور مزے کرو یار۔"

"[illegible]"

روقاش سے یہ [illegible] گفتگو برداشت نہیں ہوئی تو وہ فوراً "ان لوگوں سے [illegible] ہٹ گئی۔ اس نے سوچا کہ اسے اب مزید نہیں رکنا [illegible] سوچ کر وہ باہر کی طرف جارہی تھی کہ دوبارہ کاظمی سے ٹکراؤ ہوگیا۔ اب کی بار اس کے ساتھ ایک خوش شکل سا نوجوان بھی تھا۔

"ارے روقاش کہاں چل دیں۔ ان سے ملو یہ ظہیر اینڈ سنز کے مالکوں میں سے ہیں۔ یعنی ظہیر حسین کے صاحبزادے وقار حسین۔"

وہ یوں راہ روکے کھڑے تھے کہ روقاش کو مجبوراً رکنا پڑا۔

"اور یہ روقاش علی ہیں۔ روشی انڈسٹریز کی اونر۔"

کاظمی نے پورا تعارف کروادیا تھا۔

"نائس ٹو میٹ یو مس روقاش۔"

نئے دور کا پروردہ آزاد ماحول کا عادی وقار حسین ہاتھ بڑھاتے ہوئے بہت گرمجوشی سے بولا تھا۔ لحظہ بھر میں وہ پسینوں میں [illegible] گئی۔

"می ٹو۔" وہ [illegible] بولی تو حیرت زدہ انداز میں شانوں کو جھٹک کر وقار حسین نے ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔ کاظمی نے اس کے شانے پر رکھا ہاتھ [illegible] انداز میں دبایا۔

"یہ بالکل مشرقی لڑکی ہے وقار۔ اسی لئے تو تم سے متعارف کرایا ہے اسے [illegible] کی یہ پہلی پارٹی ہے لوگوں سے گھبراتی ہے۔ تم ذرا اسے [illegible] سب اس کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ جتنی جلدی لوگوں سے جان پہچان [illegible] اتنی ہی تیزی اور آسانی سے اپنے [illegible] الد صاحب [illegible]

وہ [illegible] انداز میں کہہ رہے تھے۔ اور ان کی باتوں سے [illegible] صلہ بلا تھا۔ ویسے بھی ظہیر اینڈ سنز کے ساتھ تو [illegible] امپارٹنٹ ایگری منٹ ہونے والا تھا۔ وہ دل کو مضبوط [illegible] بے پروائی کا مظاہرہ کرتی وقار حسین کے ساتھ [illegible] پرسکون ٹیبل پر آگئی۔

"تمہارے ہر انداز سے لگ رہا ہے کہ تم پہلی مرتبہ اس قسم کی پارٹی میں آئی ہو۔" وہ اس کی گھبراہٹ کو بھانپ کر بہت بے تکلفی سے تبصرہ کررہا تھا۔ "بی ریو [illegible] قاش۔ کھا تو نہیں جائے گا تمہیں۔ اور پھر اب تو یہ ساری [illegible] چلے گا۔ اکیلے ہی کرنا ہے تمہیں یہ سب پھر یہ جھجک اور [illegible] کیوں؟" اس نے خود کو اندر ہی اندر سہارا دیا تھا۔

"[illegible] کلی پاپا ہی سب ڈیل [illegible] تھے مگر اب ان

UrduPhoto.com
dua.786@www.oneurdu.com
Please register! Visual Watermark

کے بعد تو سب کچھ مجھے ہی دیکھنا ہے۔" وہ بمشکل لہجے کو نرم ہونے سے بچا پائی تھی۔

"اور مجھے پورا یقین ہے کہ تم دنوں میں اپنا بزنس کامیاب کرکے دکھاؤ گی۔" وہ اس کے صبیح چہرے کی معصومیت اور [illegible] کو [illegible] کھینچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ روقاش کے دل میں معصوم [illegible] نے لگے۔ کوئی تو تھا اس کی کاوشوں کو سراہنے والا۔

"بس میں کوشش کر رہی ہوں۔ [illegible] تھوڑی سی پرابلم ہوئیں مگر میں نے بہت آسانی سے ان پر قابو پالیا تھا۔"

اس نے بظاہر سرسری سا انداز اپنایا۔ درپردہ یہ جتلانا مقصود تھا کہ وہ اسے یونہی نہ سمجھے اسی کوشش میں اس نے ہومی کا کریڈٹ بھی اپنے کھاتے میں ڈال لیا۔

"بھئی تمہارے جیسی خوبصورت لڑکی کے سامنے کیا پرابلم اٹھانے کی جرأت کرسکتی ہیں۔ اک اشارہ کردو [illegible] جان پر کھیل جائیں۔" روقاش نے حیرت سے اس [illegible] تھا۔ مشروب کا گلاس [illegible]

[illegible]

"آپ کی کمپنی کے ساتھ بھی ہم آج کل ایک ایگری منٹ کرنے والے ہیں۔" اس نے بات گھمائی۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔

"آپ کے [illegible] ایگری منٹ بہت پرافٹ ایبل ہے کیا؟"

وہ مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ روقاش کو اپنے [illegible] ریشمی محسوس ہونے لگیں۔

"ہم وہی [illegible] کرتے ہیں جو پرافٹ ایبل ہوں ورنہ تو کاروبار ٹھپ ہو جائے۔" وہ پر اعتماد لہجے میں بولی۔ اس کی بھرپور کوشش [illegible] وہ کمزوری نہ دکھائے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ [illegible] جزیرے میں پھنس گئی ہو جہاں ہر طرف آدم خوروں کا بسیرا ہو۔ اس لمحے اسے اپنا گھر شدت سے یاد آرہا تھا۔

"اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو آئندہ تمام پرافٹ ایبل ایگری منٹس صرف روقاش انڈسٹریز کے ساتھ ہی ہوں گے۔"

وہ معنی خیز انداز میں ٹیبل پر جھکا تھا۔ روقاش [illegible] سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تو اس کی سادگی [illegible] سے محسوس کرتے ہوئے وقار حسین نے گہری [illegible] تھی۔

پیاری آنٹی اور دوست نزاکت کے نام

السلام علیکم! میں خیریت سے ہوں اور امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گی۔ آنٹی بہت عرصہ ہوا ہے کہ آپ پشاور نہیں آئی اور نہ ہی فون کرتی ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اپنے پیارے آنچل کے ذریعے یاد کروں اور سناؤ گھر میں سب خیریت سے ہیں۔ اماں جان کیسی ہیں اور ہاں آنٹی آپ کی وہ کیسٹ مجھے بھجوانا میں انتظار کروں گی اور میری طرف سے [illegible] آنٹی اور زینت، نفی، مینا، فرحت، فرمان، اماں سب کو سلام۔ سنا اماں کا کیا ہوا میرے خیال سے اچھے نمبروں سے پاس ہوں گا اللہ آپ سب کو خوش رکھے (آمین) اب میں اجازت چاہتی ہوں اجازت خدا حافظ

نازیہ اور کزنی پشاور

سلام اہل وطن کے نام

سب سے پہلے میری طرف سے آپ کو جشن آزادی مبارک ہو۔ ہمارے وطن پاکستان کو آزاد ہوئے [illegible] سال ہو [illegible] مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ وہی ملک ہے جس کے لئے ہمارے بزرگوں نے جان مال عزت و آبرو قربان کی تھیں۔ نہیں بلکہ یہ ویسا نہیں ہے جیسا ہمارے بزرگ چاہتے تھے۔ جانے ان کی خواہش کب پوری ہوگی۔ پوری ہوگی بھی یا نہیں۔ میری گزارش ہے آپ لوگوں سے پلیز وطن کو گھر سمجھ کر اس کی دیکھ بھال کریں۔ اس میں ہی ہماری فلاح ہے۔

روبینہ رمضان انصاری ڈیرہ

وہ دیکھ رہی ہو۔ بلیو سوٹ میں جو صاحب ہیں۔" وہ ایک طرف اشارہ کررہا تھا۔ روقاش نے الجھی نظروں سے اس کے اشارہ کردہ شخص کی طرف دیکھا۔

بلیو سوٹ میں ملبوس ادھیڑ عمر سا شخص ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھامے کھڑا تھا۔ اس کے پہلو میں اس کی بیوی تھی۔ اس شخص نے بڑی محبت سے ایک ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کر رکھا تھا اور وہ لڑکی بھی بڑی لگاوٹ کے مظاہرے کے لئے اس کے شانے پر سر رکھے ہوئے تھی۔ روقاش نے سٹپٹا کر نظریں پھیری تھیں۔

"جانتی ہیں یہ کون ہیں؟"

وہ مسکرا رہا تھا۔ روقاش کی بوکھلاہٹ یقیناً اسے محظوظ کررہی تھی۔ اب اس کی آنکھوں میں وہی کیفیت تھی جو غالباً چڑیا جیسے معصوم پرندے کو دیکھ کر باز یا شکرے کی آنکھوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے سوال کے جواب میں روقاش نے بروقت نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بلیو سوٹ میں مسٹر [illegible] الزمان ہے اور اس کے ساتھ جو خاتون چپکی کھڑی ہیں وہ مسز کاظمی ہے۔ یعنی کہ۔"

اس نے معنی خیز انداز میں گویا "تعاون" کی تشریح کی تھی۔ روقاش کے دماغ میں جیسے دھماکے ہونے لگے۔

"یومین۔" اس سے کچھ کہا ہی نہیں گیا۔

"یس آئی مین۔ اور اپنے اس تعاون کے بعد وہ کاظمی کے لئے کتنا بڑا پرافٹ حاصل کرے گی تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔"

وہ بہت عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا اور روقاش کی سماعتوں پر جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔

"آپ بزنس مت لیجئے گا۔ تمام مسائل سے میں خود نمٹ لوں گا۔ آپ کو ٹینشن لینے کی کوئی ضرورت نہیں تمام ایگری منٹس میں خود۔ میں نے اپنا ایک آدمی اپوائنٹ کردیا ہے۔ اگر آپ مجھ پر اعتبار کریں تو اگر آپ جذباتیت اور بیوقوفی کو پالنے کے بجائے دوستی کا چکر پال لیتیں تو کبھی کسی نے بہت مان دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کی ہر بدتمیزی کو بہت ضبط سے سہا تھا اور پھر آخری ملاقات تک دوستی کا ہاتھ بڑھائے رکھا۔ ابھی صبح ہی تو اس سے فون پر بات ہوئی تھی۔ اور جب روقاش نے اسے بزنس پارٹی میں شریک ہونے کے متعلق سرسری انداز میں بتایا تو اس نے صاف الفاظ میں منع کردیا تھا۔

"جب میں نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ آپ ان معاملات سے الگ رہیں تو آپ کو ایسی فضولیات میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"لیکن میں اپنا بزنس خود دیکھنا چاہتی ہوں۔ اب ساری عمر میں آپ کے سہارے تو نہیں گزار سکتی۔"

"اپنی وہ۔ آپ کا شکریہ۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔"

کس قدر رکھائی سے کہہ کر اس نے فون پٹخ دیا تھا۔

اور اب اسے احساس ہورہا تھا کہ وہ اگر اکھڑ تھا تو اس کے لہجے میں شہباز کاظمی جیسی گراوٹ تو نہیں تھی وہ اگر مغرور تھا تو اس کے انداز میں وقار حسین جیسا شاطر پن نہیں تھا۔

اسے خود مدد کرنا۔

وہ کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں چل دیں؟" وہ حیران ہوا۔

"میرے خیال میں یہ جگہ میرے قابل نہیں ہے۔" وہ اپنے لہجے کی لرزش پر بمشکل قابو پاکر بولی تو غیر متوقع طور پر وقار حسین نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اوہ ڈیئر۔ تم جیسے حسین چہرے تو ایسی جگہوں کو جگمگاتے ہیں ورنہ ہمارے لئے ان پارٹیز میں اور ہوتا ہی کیا ہے۔"

"لیو می۔" روقاش کا چہرہ اس کی جسارت پر زرد پڑ گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔

"تم ان ڈونٹ شائے۔ اور ابھی تو پارٹی اسٹارٹ ہوئی ہے سب مزہ تو کلائمکس کا ہے۔ ذرا لائٹس آف ہونے دو۔"

"شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ" وہ غرا اٹھی۔

غصے اور ذلت کے احساس نے اس کے خوف کو جیسے دبا دیا۔ اس کا چہرہ تمتما اٹھا تھا۔

"چپ۔ یار مان جاؤ۔ ہم بھی ایک ہی کیٹگری کے لوگ ہیں۔" یعنی وہ کافی منجھا ہوا کھلاڑی معلوم ہوتا تھا جو ٹھنڈا کر کے کھانے کا عادی ہو۔ روقاش کا دماغ گھوم گیا۔

"یہ سب تمہاری ماں بہنوں کی کیٹگری میں شمار ہوتی ہوں گی میری نہیں۔ اینڈ کیپ اٹ ان یور مائنڈ۔"

وہ دانت پیس کر بولی تھی۔ اپنی اس قدر بہادری پر حیران ہونے کا موقع اس کے پاس نہیں تھا۔ بات اس کے کردار پر آ رہی تھی اور اس کا جی چاہ رہا تھا سامنے بیٹھے وقار حسین کا مکروہ چہرہ بگاڑ دے یا اسے شوٹ کر دے۔

"شٹ اپ۔" وہ غرا کر اٹھا تھا اور شاید وہ مزید کوئی انتقامی کارروائی کرتا اگر کوئی ان کی ٹیبل کے پاس آ کر مداخلت نہ کرتا۔

"ہیلو میں لیٹ تو نہیں ہوا؟" [illegible] آنکھوں میں [illegible] پوچھ رہا تھا۔

اس کا خوف سے لرزتا دل لمحہ بھر کو تھم کر پھر سے دھڑکا تھا۔

"آئی ایم سوری یار۔ ایک بہت ضروری کام آن پڑا تھا ورنہ میں بہت پنکچول ہوں۔" وہ کرسی سنبھال کر بیٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا پاس کھڑے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے وقار حسین کی طرف اس نے چنداں توجہ نہیں دی تھی۔ روقاش اپنی نشست پر ڈھے سی گئی۔

"آئی ول سی یو۔" وقار حسین تمام تر اخلاقیات بھاڑ میں جھونک کر پھنکارتے ہوئے لہجے میں بولا تھا اور پورے قد سے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر۔ مانا کہ یہ ایسی ہیں کہ دیکھنے کو جی چاہے مگر میں پھر بھی تمہیں فضول گفتگو کی اجازت نہیں دوں گا۔"

گریزپائی

میں سمجھتی تھی کہ
میری آنکھوں کی کھڑکیوں سے جھانکتے
جاں کو آتے دکھ کو دیکھ کر
تم مجھے اپنے اندر بہت اندر کہیں
تحلیل کر لو گے
میں بھی چاہتی تھی کہ
[illegible] بکھرے وجود کو
اپنے دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر
دل کے کسی گوشے میں رکھ لو
مگر وہ جو اک رشتہ گریز ہے
اس نے تمہارے اور میرے درمیاں
صدیوں کے فاصلے رکھ دیے ہیں
میں جتنا سمٹنے کی کوشش کرتی ہوں
گریزپائی کی یخ ہوا
مزید بکھیر دیتی ہے

لبنیٰ صفدر، پنڈی بھٹیاں

کچھ ایسا تھا ہومی کے پرسکون لہجے میں کہ وہ چند لمحوں تک اسے گھورتے رہنے کے بعد پلٹ گیا۔ وقار حسین کے جانے کے بعد وہ روقاش کی طرف متوجہ ہوا جو دونوں ہاتھ گود میں رکھے زیر نگاہیں جمائے ساکت بیٹھی تھی۔

"آئی تھنک۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔ آج کے لیے اتنا ہی سبق کافی ہے۔"

وہ ذرا جھک کر چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔ انداز کی ساری نرمی اور دوستانہ پن غائب تھا۔ روقاش نے بے حد چونک کر پلکیں اٹھائی تھیں۔ آنسوؤں سے لبریز آنکھیں ہومی کو کوفت میں مبتلا کر گئیں۔

"بس ایک یہی کام تم بہترین طریقے سے کر لیتی ہو۔"

وہ خفیف سی جھنجلاہٹ سے کہتے سیدھا ہوا اور ساتھ ہی اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ نکلتے ہوئے کاظمی پھر ٹکرا گیا۔ روقاش نے اضطراراً ہومی کا بازو دونوں

ہاتھوں میں جکڑا تھا۔ اس طرح کہ وہ ہومی کی اوٹ میں آ گئی۔

"آپ کدھر جا رہے ہیں جناب ابھی تو آئے ہیں نہ کوئی خاطر نہ خدمت۔ کچھ تو موقع دیں۔" وہ بہت فدویانہ انداز میں ہومی سے مخاطب تھا۔ انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ ہومی سے اچھی طرح واقف ہے۔

"تھینکس اے لاٹ۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ کی یہ پارٹی مخصوص کیٹگری کے لئے ہے تو انوائیٹڈ بھی وہی کیٹگری ہونی چاہئے اور اگر ایک آدھ شریف بندہ آ ہی جائے تو اسے اپنی اصلیت دکھانے کے بجائے ذرا دیر کو ہی سہی مگر عاقبت سنوارنے کے لئے شرافت دکھا دیا کریں شاید ایسے ہی آپ لوگوں کی بھی بخشش ہو جائے۔"

وہ سرد وسپاٹ انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کے لب ولہجے سے غصہ و خفگی مترشح تھی۔ کاظمی اتنا عقل مند تو نہیں تھا کہ معمولی سی کہی جانے والی بات سمجھ سکتا مگر روقاش کو ہومی کے ساتھ دیکھ کر اسے معاملے کی تہہ میں جانے میں مشکل پیش نہیں آئی۔ کوئی اور ہوتا تو اس طرح کا ... سے دو بدو ... ہومی سے الجھ ... تا مگر یہ شہباز کاظمی تھا۔ ہوا کا رخ دیکھ کر چال چلنے والا۔ ... جتنا پھیلا ہوا کاروبار علی انڈسٹریز کا تھا یہ تو بزنس سرکل میں سبھی جانتے تھے اور ہومی اس انڈسٹری کا بے حد اہم حصہ تھا۔

"آئی ایم سوری۔ مگر ہوا کیا ہے میں سمجھ نہیں پایا؟"

وہ انجان بننے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے قدرے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ ہومی نے کچھ کہے بنا اسے گھورتے ہوئے آگے قدم بڑھائے تھے اور اس کی تقلید میں روقاش نے کاظمی پر سوچ انداز میں شانے جھٹکے تھے۔

"اپنی گاڑی میں آئی ہو؟" وہ پارکنگ میں کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"ڈرائیور ڈراپ کر کے گیا تھا۔" نمی سے بوجھل آواز میں شرمساری تھی۔ وہ اس سے نگاہ نہیں ملا پا رہی تھی۔ اس کا جواب سن کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"آؤ بیٹھو۔" وہ فرنٹ ڈور کھولے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے منتظر تھا۔ اس کا بے لچک وسپاٹ لہجہ روقاش کی ہمتیں توڑے جا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

ہومی نے احتیاط سے پارکنگ میں سے گاڑی نکالی اور روڈ پر لے آیا۔ اس کا اس قدر بیگانہ سا رویہ روقاش کو بہت محسوس ہو رہا تھا۔ حالانکہ پہلے بھی وہ اس سے فرینک نہیں تھا دونوں نے ہی کبھی ایک دوسرے کا خیر مقدم کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"یا اللہ...... یہ شخص کچھ کہہ کیوں نہیں دیتا۔ کم از کم ڈانٹ ہی دے تو شرمندگی کا بوجھ ذرا کم ہو جائے۔ اس نے بہت ہمت کر کے جھکا ہوا سر اٹھا کر ذرا سا ہومی کی طرف دیکھا وہ لب بھینچے مضبوطی سے اسٹیئرنگ وہیل تھامے ونڈ اسکرین کے پار نگاہیں جمائے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کی ہمت ٹوٹنے لگی۔ چلو ٹھیک ہی تو ڈانٹ ہی ہے نا۔ اور پھر جو شخص مشکل وقت میں کام آتا ہو اس سے ڈانٹ کھانے میں کوئی خاص مضائقہ بھی نہیں۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ بزنس پارٹی ایسی ہوتی ہے۔"

وہ مجرمانہ سے انداز میں بولی۔ مگر وہ یوں ڈرائیونگ کی طرف متوجہ تھا جیسے گاڑی میں اکیلا ہو۔ اس کی آنکھوں میں دھند اترنے لگی۔

"آپ مجھے بتا دیتے تو...... مم...... میں......" وہ رندھے ہوئے لہجے میں کہنے لگی مگر اس کے خشمگیں انداز میں گھورنے پر گڑبڑا کر رہ گئی۔

"... کرم بھی میرے کھاتے میں ہے کہ میں نے تمہیں بتایا ..." ... کا لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔

"میں نے تمہیں ... منع کیا مگر تم...... اپنی عقل سے زیادہ اپنی بیوقوفی کو ..."

وہ ترشی سے کہہ رہا تھا۔ اس کے آنسو بے آواز

ہاتھوں کو بھگونے لگے۔

"پتہ نہیں تمہیں اتنا کانفیڈینس کیوں ہے خود پر۔ حالانکہ تم جتنی بہادر ہو وہ تم جانتی ہو۔ پھر بھی محض اپنی ہٹ دھرمی ثابت کرنے کے لیے تم ایسی حرکتیں کرتی ہو۔ بہت شوق ہے نا تمہیں بزنس ٹائیکون بننے کا۔ ہنہ۔۔۔۔ اب پتہ چل گیا ہو گا اس سیکرٹ کا۔" وہ استہزائیہ انداز میں کہہ رہا تھا اور اسی رو رو شور سے اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔

"مجھے اگر پتہ ہوتا کہ۔۔۔۔۔" اس نے اپنی صفائی پیش کرنا چاہی۔

"ڈونٹ ٹیل می۔" وہ تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"اگر میں منع کر رہا تھا تو اس کی کوئی وجہ تو ہو گی نا؟"

"آئی ایم ساری۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ ان لوگوں کا اپنا ایک اسٹائل ہوتا ہے۔ مجھے اس وقت آپ کا خیال آ رہا تھا۔ اگر میں آپ کی بات مان لیتی تو۔ میں دعا مانگ رہی تھی کہ آپ ہی آ جائیں اور۔۔۔ اور پھر میں کبھی بھی بدتمیزی نہیں کروں گی۔" وہ ۔۔۔ چہرے کا تناؤ ڈھیلا پڑنے لگا۔

"کیوں میرا خیال کیوں آ رہا تھا؟" سگنل پر گاڑی روکتے ہوئے اس نے بظاہر بڑے سرسری انداز میں پوچھا تھا جب کہ نظریں اس کے آنسوؤں سے دھلے چہرے پر تھیں۔ جو بنا کسی سنگھار کے جگمگا رہا تھا۔ کاٹن کا بلیک اینڈ مسٹرڈ امبرائیڈڈ شلوار سوٹ اس کے حسن کو تابناکی بخش رہا تھا۔ وہ پلکیں رخساروں پر گرائے اس کی جانچتی نظروں سے بے خبر تھی۔

"آپ نے میری اتنی ہیلپ کی۔ مجھے کسی بھی مشکل میں تنہا نہیں چھوڑا۔ مجھے ہر بار سمجھایا۔ پھر بھی میں نے آپ کی بات نہیں مانی۔ تو اس وقت مجھے بس آپ ہی کا خیال آ رہا تھا اگر آپ میرے ساتھ ہوتے تو یہ سب نہ ہوتا۔"

وہ معصومیت بھرے انداز میں کہے جا رہی تھی۔ ایک ہی دھن تھی کہ کسی طرح اس کی ناراضگی دور ہو جائے۔ سگنل بدلنے پر ہوی نے گاڑی آگے بڑھائی تھی۔

"لیکن میں ہمیشہ تو تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔ تمہاری پرابلم تمہیں خود فیس کرنی ہیں۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے بے پروائی سے کہہ رہا تھا۔

اس نے بے اختیار اسے دیکھا۔

زندگی کی سدھ میں پہلی بار یہ شخص کڑی دھوپ میں اس کے لیے سایہ بن کر آیا تھا۔ مگر اس نے کبھی قدر نہیں کی تھی۔ اور اب جب کہ وہ بہت حقیقت پسندی کا مظاہرہ کر رہا تھا تو پتہ نہیں کیوں دل ڈوبنے لگا تھا۔

"لیکن۔ آپ میری ہیلپ تو کر سکتے ہیں نا؟" وہ پھر سے اپنے آپ کو لق و دق صحرا میں محسوس کر رہی تھی۔

"ہاں۔ پوچھ سکتا ہوں کس رشتے سے؟" وہ حد درجہ سفاکی سے ہنسا تھا۔ روقاش شرمسار ہونے لگی۔

"ہم۔۔۔ ہم دوست تو بن سکتے ہیں نا؟" وہ آہستہ سے کہہ رہی تھی۔

"۔۔۔ چکر بھی پالنا شروع کر دیے ہیں۔" وہ طنز کر رہا تھا اور اس کے ضبط کی بس یہی حد تھی وہ زور

مون خان۔۔۔ بھلوال

اب تک میری یادوں سے مٹائے نہیں مٹتا
بھیگی ہوئی اک شام کا منظر تیری آنکھیں

آصف کاظمی۔۔۔ ٹھاکرہ موہڑہ

تجھ کو تنہا کر گیا ہے منفرد رہنے کا شوق
اب اکیلے بیٹھ کر یادوں کے منظر دیکھنا

ایم آر کے۔۔۔۔ مظفر گڑھ

اخلاص کے امرت کی تاثیر ہی الٹی ہے
ہم جس کو پلاتے ہیں، وہ زہر اگلتا ہے

محمد سعید عاصی کمبوہ۔۔۔ ہارون آباد

بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
جہاں دریا سمندر سے ملا، دریا نہیں رہتا

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Visual Watermark

[illegible] سے رونے لگی۔ لمحہ بھر کو وہ سپٹا گیا۔

"[illegible] آپ پلیز اسٹاپ اٹ۔ یہ کیا حرکت ہے؟" وہ دانت [illegible]

"اب میں معافی بھی [illegible] ہوں۔ شرمندہ بھی ہوں پھر بھی آپ اتنے ریش ہو رہے [illegible] اگر آج پاپا ہوتے تو کبھی بھی میں آپ کو ایسی جگہ پر [illegible] آپ پتہ نہیں مجھے کیسی لڑکی سمجھ رہے ہیں۔" وہ روتے ہوئے شکوہ کناں تھی۔ ہوی نے بڑے سیاہ گیٹ کے آگے گاڑی روکی اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر میں ریزن پوچھوں اس ایکسکیوز کا تو کیا تم سچ سچ بتادو گی؟"

اس کے ٹھہرے ہوئے لہجے پر آنسو آپ ہی آپ رکنے [illegible] وہ اس کے الفاظ پر غور کرنے لگی۔ پھر گویا چن کر الفاظ استعمال کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے پتہ چل گیا ہے۔ آپ ہی میرے لئے مخلص ہیں۔ کیونکہ آپ کو کوئی لالچ نہیں اور نہ ہی آپ نے کبھی بزنس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ آپ [illegible] اعتماد جتا ہے [illegible] آپ سے ایکسکیوز کرنے کے بعد شرمندگی محسوس نہیں کر رہی۔"

وہ ایک ٹک اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"رشتہ تو تم سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ تمہارا [illegible] اور کچھ سوچتا ہی نہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہاری زندگی میں ایسے کسی رشتے کی جگہ نہیں ہے۔ اور پلیز اسے ایک [illegible] کی ریکویسٹ سمجھنا۔ تمہارے لئے بہترین فیصلہ یہی ہے کہ تم اپنے شوہر کے ساتھ رہو۔ یہ دنیا تم جیسی لڑکیوں کے [illegible] نہیں ہے۔ اتنی معصومیت اور سادگی آج کل چل ہی نہیں سکتی۔ میں پھر ایک بار کہوں گا کہ ان حالات میں تمہارا بہترین فیصلہ یہی ہے کہ تم رخصتی کروالو۔"

وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اعتراف محبت کر رہا تھا اس کی سادگی و معصومیت کے آگے ہار جانے کا اعتراف کر رہا تھا۔ وہ خود سے بے خبر بے یقینی سے ہوی کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ بے جان انداز میں گاڑی سے اتری تھی۔

"روقاش۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"اب ہم اچھے دوست ہو سکتے ہیں۔" وہ اس تمام عرصے میں پہلی بار مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھائے کہہ رہا تھا۔ روقاش نے شکست خوردہ سے انداز میں مسکرانے کی کوشش کی۔

"میں آپ سے ہاتھ نہیں ملاؤں گی۔ لیکن پلیز آپ مائنڈ [illegible] کیجئے گا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم دوست نہیں ہیں۔"

ہوی نے خفیف سا مسکرا کر ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔

"اوکے۔ ناؤ وی آر فرینڈز۔ میں ہاتھ نہ ملانے کا ریزن تو پوچھ سکتا ہوں نا؟"

وہ اس کی منتشر ذہنی کیفیت اچھی طرح نوٹ کر رہا تھا۔ روقاش نے دوپٹے کا پلو مٹھی میں بھینچا۔

"یہ ہماری روایات نہیں ہیں۔" وہ پھیکے لہجے میں کہتی جھجک کر رک سی گئی پھر آہستگی سے بولی۔ "آپ نے ٹھیک کہا کہ میرے پاس ایسے کسی رشتے کی گنجائش [illegible] وہ تیزی سے پلٹ گئی۔ ہوی گہری سانس لے کر [illegible] آبیٹھا۔

"یعنی [illegible] تمہیں بھی احساس ہے اس بندھن کا جس میں تم بندھی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے حقیقت کو کھلی آنکھوں سے [illegible] شروع کر دیا ہے۔" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے پرسوچ انداز میں ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔

* * *

"زندگی میں پہلی بار تم نے کوئی فیصلہ عقل مندی سے کیا ہے۔"

روقاش کی رخصتی کے لئے رضامندی کا سنتے ہی [illegible] پڑی اور اب وہ مسلسل اس کا سر کھائے جا رہی تھی۔

"کم آن صوفی۔ [illegible] ت کرو۔ وہاں سے جان چھڑا کے آئی ہوں میں۔ خالہ [illegible] خالو جان نے عذاب میں ڈال رکھی تھی۔"

UrduPhoto.com
dua.786@www.oneurdu.com

وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے نڈھال سے انداز میں بولی۔ جو عذاب اس نے دو دن پیشتر جھیلا تھا وہ اس [illegible] آخری حربہ ثابت ہوا تھا۔

خالہ اور خالو جان قادرے اس کی شادی کی پوری تیاری کیے بیٹھے تھے [illegible] میں وہ جو قادرے کی تعریفیں کرتی رہی تھی اسے ان لوگوں نے [illegible] رنگ دے دیا تھا۔ وہ تو جب اسے بوا نے تمام ماجرا [illegible] تو اس نے ایک ہنگامہ مچا دیا۔

ضوبیا کی امی کو فون کیا تو وہ حیدر انکل کو بھی انفارم کرتی آئیں۔ خالہ اور خالو جان کی بولتی تو انکل کو دیکھتے ہی بند ہو گئی۔ انھوں نے خالو جان کو تنبیہہ کی۔

[illegible]

سراب جنگ ۔۔۔ سلمہ ہیانوی

دل میں چراغ غم کے جلاتا چلا گیا
چہرے پہ گل خوشی کے کھلاتا چلا گیا
لکھا ہے خوش نصیب کہ جو شخص [illegible]
ہر غم کو بس دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا

عدنان ناصر ۔۔۔ کراچی

[illegible]

[illegible]

[اہت]مام کرتی ہوں۔"

[وہ] پلک جھپکتے ہی پل میں وہاں سے غائب تھی۔ روقاش نے بھی اس کے پیچھے بڑھنا چاہا مگر ہومی کی آواز اسے روک گئی۔

"بیٹھو۔"

اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تو وہ بے بس سی دوبارہ بیٹھ گئی۔

"میں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ روقاش کا دل بہت بے ترتیبی سے دھڑک کر رہ گیا۔

"میں نے تمہیں دوستانہ انداز میں مشورہ دیا تھا لیکن تم نے اسے پاز بٹو لیا۔ لیکن میں اب بہت سوچ سمجھ کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ تمہارے انکل اور تمہارے شوہر نے جو کچھ کیا وہ میں جانتا ہوں ساتھ ہی ان کا نقطہ نظر بھی مجھے معلوم ہے اور تمہیں بھی۔ وہ لوگ کبھی بھی تمہیں [illegible] نہیں چاہتے تھے۔ مگر پھر بھی کوئی زبردستی نہیں کرے گا۔ [illegible] جو بھی فیصلہ کرنا ہے وہ [illegible] انکل آزادی سے کرو۔ جو [illegible] میں آئے [illegible] کے لئے خ[illegible] کو عذاب میں مت ڈالو۔ خود سوچو جو تمہارے دل کو خوشی کرے تمہارے روح کو خوشی دے وہ فیصلہ کرو۔ ہم سب [illegible] خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔"

وہ بہت سنجیدگی سے اس کی آنکھوں [illegible] کے دل میں جھانک رہا تھا۔ اس کے اندر جیسے صدیوں کی تھکن [illegible] لنے لگی اب تک وہ گویا پتھر کا مجسمہ بنی بن رہی تھی۔ وہ [illegible] کی گئی۔

"روقاش پلیز۔ ہو سکتا [illegible] تمہارے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی اس سولی پر ٹنگا ہو۔" وہ بوجھل انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"مجھے کوئی فیصلہ نہیں بدلنا۔" وہ بدقت تمام بولی تھی۔

"یعنی کہ تم ہمام حیدر؟"

وہ پوچھ رہا تھا مگر روقاش نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

شاہد کاظمی.... ٹھاکرہ موہڑہ

بھول کر اپنی ذات، تم کو یاد کیا
بات بے بات، تم کو یاد کیا
نیند ناراض ہو گئی ہم سے
ہم نے جس رات تم کو یاد کیا

"تم نے معاف کر دیا اسے؟" وہ متجسس تھا۔

"معاف کرنے والا تو خدا ہے۔ میں تو بس ان کی خطائیں بھلا دینے پر قادر ہوں اور یہ فیصلہ۔"

وہ خود کو بہت مضبوط پوز کر رہی تھی مگر آواز ساتھ چھوڑ گئی۔

"روقاش اگر میں ہمام کو تمہارے سامنے لاؤں تو کیا تم اسے معاف کر دو گی؟"

وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ روقاش نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔

"میں نے کہا نا میں نے مصنوعی اور ناپائیدار سہاروں کو چھوڑ دیا ہے اور عقلمندی سے فیصلہ کیا ہے میں نے ہمام حیدر جیسا بھی ہے ان سے میرا رشتہ [illegible] میں مانتی ہوں کہ آپ کو دیکھ کر [illegible] ہمام حیدر کا نقشہ بھی ویسا ہی کھینچ ڈالا تھا۔ جو مجھے [illegible] دلاتا۔ جس کی موجودگی میرے لئے تمام پرابلمز سے [illegible] کا باعث ہوتی۔ مگر میں کبھی بھی کوئی انتہائی فیصلہ نہیں کروں گی۔"

وہ ذرا مضبوط لہجے میں بولی۔ اس نے ہومی کو کوئی کمزوری نہ دکھانے کا عہد کر لیا تھا۔

"تو گویا اب اگر ہمام حیدر تمہارے سامنے آ جائے تو اس کے لئے معافی ہی معافی ہے۔" ہومی کی خوشی کم از کم روقاش کی سمجھ سے تو باہر تھی۔ اس نے نہ سمجھنے والے انداز میں ہومی کو دیکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اس کے سامنے جھک کر دایاں ہاتھ مصافحے کے انداز میں [illegible] آگے بڑھایا۔

"میں [illegible] کہ رشتہ تو تم سے ایسا ہے کہ تمہارے سوا کچھ سوچنا ہی نہیں۔ اور مائی ڈیئر رشتہ بھی ایسا کہ ہاتھ ہی نہیں دل بھی [illegible] گا۔" وہ دھیمے اور

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com
Visual Watermark

شرارت آمیز لہجے میں بولتا ہمیشہ والا ہومی کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔ کئی روپ روقاش نے دیکھے تھے مگر ان سب پر یہ روپ بھاری تھا کیونکہ اس وقت اس کی آنکھوں سے بے حد نرمی اپنائیت اور گرمجوشی جھلک رہی تھی اس پر مستزاد اس کے الفاظ۔ وہ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی وہ کیا کہہ رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"اس گفتگو کا مقصد پوچھ سکتی ہوں آپ سے؟" اس نے خود پر ضبط کرتے ہوئے ناگوار لہجے میں پوچھا تھا۔

"اگر سمجھداری سے کام لو تو مقصد صاف ظاہر ہے کہ میں تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔" وہ گہری سانس لے کر سیدھا ہوا۔

اس کی بات روقاش کو ساکن کر گئی۔ اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا تھا۔

"اگر آپ سمجھداری سے کام لیتے تو یہ بات اب کبھی مجھ سے نہیں کہتے کیونکہ میں آپ کو [illegible] چکی ہوں۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولی چند ثانیوں تک ہومی اسے دیکھے گیا۔

"روقاش اس طرح دل کو مار کر زندگی گزار سکو گی۔"

"پلیز" وہ بعجلت اٹھ کھڑی ہوئی۔ "میں اس سلسلے میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ جو فیصلہ میں کر چکی ہوں اس پر مجھے کوئی پشیمانی نہیں انکل کو میں معاف کر چکی ہو۔ وہ جیسے بھی ہیں میرے اپنے ہیں۔ ان کا خون ہوں میں ان لوگوں سے زیادہ عزیز کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔"

وہ بہت مضطرب سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"اور۔۔۔ ہمام؟" وہ آہستگی سے بولا۔

"وہ۔۔۔ وہ بھی۔۔۔" اس نے نم ہوتی پلکوں کو تیزی سے جھپکا تھا۔ ایک بار بھی تو وہ شخص اس کی خیر خبر نہیں لینے آیا تھا۔ اس قدر قریبی اور اٹوٹ رشتے کے باوجود اور اب روقاش کی رضامندی کے بعد بھی وہ نہیں پلٹا تھا۔ مگر وہ کیا کرتی۔ سامنے موجود اس شخص کے کہے الفاظ نے اسے جیسے خوابوں کی سرزمین سے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا تھا۔

وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "میں جانتا ہوں کہ اس روز تم میری باتوں سے بہت ہرٹ ہوئی تھیں۔ یقین کرو میں مذاق کر رہا تھا۔" روقاش نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ [illegible] شخص [illegible] تھا۔

"میں نہیں جانتا [illegible] تمہیں بتانے جا رہا ہوں اسے تم کس طرح لیتی ہو۔ مگر میں ضرور یہ سمجھتا ہوں کہ تم کو اپنی زندگی اپنی مرضی اور رضامندی سے شروع کرنا چاہئے۔" وہ تمہید باندھ رہا تھا جبکہ روقاش دم سادھے سن رہی تھی ہومی کے وجیہہ چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"ڈیڈی نے بچپن سے لے کر آج تک کبھی مجھ سے یہ بات راز میں رکھنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ میرا رشتہ اپنی بھتیجی سے طے کر چکے ہیں۔ باہر کی لائف [illegible] ڈیڈی کا خیال تھا کہ [illegible] ایک دن واپس آنا ہی ہے تو پھر کیوں نہ اس انداز میں [illegible] اور میری معاشی پوزیشن مستحکم کر کے لوٹیں۔ [illegible] میں ان سے یہ غلطی سرزد ہو گئی کہ وہ ہر ایک سے بے پروا ہو گئے۔ حتیٰ کہ مجھے بھی کبھی انہوں نے اتنی توجہ نہیں دی جتنا میں مستحق تھا۔ آخر میں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے ڈیڈی کی توجہ حاصل کرنے کے لئے انہیں جواباً "اگنور" کرنا شروع کر دیا۔

"میں کسی گنوار لڑکی کو اپنی بیوی نہیں مان سکتا۔" جس روز میں نے سپاٹ انداز میں بنا سوچے سمجھے الفاظ کہے اس دن گویا انہیں میرے وجود کا احساس ہوا کے ساتھ ہی جیسے انہیں کسی نے جھنجوڑ کے جگا دیا۔ [illegible] یہاں چلے آئے میں نے پرسنلی ڈیڈی سے [illegible] والی بات نہیں کی تھی مگر انہیں وہم سا لگ گیا کہ میں ان کی نافرمانی نہ کر دوں مگر سچی بات تو یہ ہے کہ بچپن ہی سے انہوں نے مجھے جس رشتے کی زنجیر سے آگاہ کر رکھا تھا اس

میرے اندر اک عجیب سی بے نیازی، بے پروائی اور مغروریت پیدا کردی۔ جانے کیوں ڈیڈی کی اس بات نے میرے دل کے دروازوں کو کسی اور کے لئے کیوں بند کردیا تھا۔ میرے ذہن نے فارغ اوقات میں اپنی ان دیکھی فرسٹ لیڈی کا نقشہ بنانا شروع کردیا۔ ہو سکتا ہے کہ آزاد معاشرے کی پروردہ کوئی بھی لڑکی مجھے پسند آجاتی مگر سب حیران ہوتے تھے کہ امریکہ جیسے ملک میں رہنے کے باوجود میرے دوستوں میں صرف لڑکے شامل تھے لڑکیوں سے میں محض بات ہی کرلیتا تو غنیمت تھا۔ شاید میں انہیں اسی معیار پر پرکھتا تھا جو ڈیڈی نے مجھے مما کے متعلق بتایا تھا۔ ایک خالص مشرقی اور پاکستانی عورت کا امیج میرے ذہن پر بہت گہرا تھا اور پھر وقت نے مجھے بتایا کہ جو میرے نصیب میں ہے وہ بہت خالص ہے، بہت سادہ، معصوم اور بزدل۔ اور بیوقوف بھی۔ اس نے بہت جلد مجھے اپنا گرویدہ کرلیا۔ میں نے یہاں کی لڑکیوں کو بھی دیکھا تھا مگر ان میں بھی ان نمود و نمائش جیسی عادتیں زور پکڑ چکی تھیں۔ میں اسے اپنانا سوچ چکا تھا۔ مجھے چاہیے تھا کہ میں اسے بتا دیتا کہ میں کون ہوں مگر وہ مجھ سے اس قدر بدگمان تھی کہ میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔ ڈیڈی بہت جذباتی انسان ہیں مگر میں چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے فیصلہ کرے۔ میں اپنی غلطی کو مانتا ہوں میرا اس سے رابطہ نہیں تھا مگر رشتہ تھا کہ پل پل مجھے اس کی خبر رکھنا تھی مگر وہی بات کہ اک گہری طمانیت کا احساس تھا کہ وہ میری ہے اور مجھے ہی ملے گی اس سوچ نے کبھی کچھ اور سوچنے کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ میں نے اس تمام عرصے میں اس کے کئی روپ دیکھے ہیں اور وہ مجھے اپنے دل سے اور قریب محسوس ہوئی۔ ڈیڈی کی ساری خطائیں تو اس نے معاف کردیں مگر شاید میری طرف سے اس کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا۔ ڈیڈی کا خیال ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا شادی کے بعد سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا مگر میں یوں پر کاٹ کے اڑنے کی اجازت دینے کا قائل نہیں ہوں۔ اس لئے

ماہا حسین کراچی کے نام

پرخلوص دعائیں آپ کے نام۔ سب سے پہلے میں آپ کو آنچل میں شرکت کرنے پر پرخلوص ویلکم کہوں گی۔ آپ آنچل میں ایک خوبصورت اضافہ ہو۔ یہی تو آنچل کی انفرادی خصوصیت ہے کہ ہر نئے آنے والے کو جگہ ملتی ہے۔ میری بہت سی محبتیں آپ کے نام۔ آپ بھی مجھے اپنی محبتوں اور دعاؤں میں یاد رکھے گا۔ آپ کی بہن

عظمیٰ اعجاز، حافظ آباد

آج صاف صاف تم سے بات کرنے آیا ہوں۔ میں ہمام حیدر ہوں یہ جاننے کے بعد بھی کیا تم رخصتی پر آمادہ ہو؟

وہ بہت سنجیدگی سے ایک ایک کرکے سارے پردے اٹھاتا چلا گیا۔ وہ کہ گڑا کر بیٹھ گئی سماعتیں جیسے کچھ اور سننے کی سکت کھو بیٹھی تھیں۔ یہ کیسا سچ تھا جس نے رگ رگ میں محشر برپا کردیا تھا ہوی یعنی ہمام حیدر۔

اس کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ اسے پتہ بھی نہ چلا کہ کب آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ بت کی طرح ساکت بیٹھی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک یونہی کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر چیئر گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تم چاہو تو کچھ بھی کہہ سکتی ہو مجھے۔ میں مائنڈ نہیں کروں گا مگر یہ سب سچ تھا جو میں نے تمہیں بتادیا۔ میں تمہیں تمہاری بے خبری میں اپنانا نہیں چاہتا تھا اور اب جب کہ یہ سب بتادیا ہے تو گویا اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیا ہے میں نے یاد رکھنا کہ تمہارے بغیر میں کچھ بھی نہیں۔"

وہ اس کی حالت دیکھتے ہوئے بہت اضطراب سے کہہ رہا تھا۔ وہ ویسے ہی ساکت بیٹھی رہی۔ تب ہمام نے پہلی مرتبہ اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے اس کے آنسو انگلیوں کی پوروں پر چن لئے۔

اس کے لمس نے جیسے [illegible] توڑ ڈالا۔ وہ

پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔ ہمام نے شکر ادا کیا کہ گھر میں ضویا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اور وہ بھی منصوبے کے مطابق اپنے کمرے میں بند تھی۔

"روقاش رو مت پلیز۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ بہت [illegible] لہجے میں بولا۔ تو وہ غصے سے بھر گئی۔

"جھوٹ مت بولیں۔ آج سے پہلے تو آپ کو کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ مجھے رونا نہیں چاہیے وہ آپ ہی تھے جو سامنے بیٹھ کے میرے رونے سے خاصے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔"

اس کے بولنے پر ہمام نے شکر ادا کیا کہ کسی طرح اس کی خاموشی تو ٹوٹی۔ وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگا۔

"وہ تمہارے ایکشن کا ری ایکشن تھا۔ تم کسی بھی طرح رخصتی کا نام تک سننے کو تیار نہیں تھیں۔ اس صورت میں ضویا کا آئیڈیا کامیاب رہا کہ پہلے میں تمہارا دل جیتوں اور اس کے بعد تمہیں پالوں۔"

وہ ہلکی پھلکی باتوں سے اس کی ذہنی کیفیت نارمل کرنا چاہ رہا تھا اور اس میں وہ تقریباً کامیاب ہی رہا۔

"اور جیسا سلوک آپ کا مجھ [illegible] تو لگتا تھا آپ مجھے خود سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔" وہ بھرائی ہوئی شکوہ کناں آواز میں کہہ رہی تھی۔

"بلیو می روقاش۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں جھنجلا جاتا تھا تمہاری بلاوجہ کی ضد اور ہٹ دھرمی سے۔ تم کوئی بھی فیصلہ سوچ سمجھ کر نہیں کرتی تھیں اور فیصلے کے بعد جو نتیجہ سامنے آتا تھا وہ ہمیشہ برا ہی ہوتا تھا اور تم پر جو غصہ آتا تھا وہ میں چھپا بھی نہیں سکتا تھا۔" وہ جلدی جلدی بتا رہا تھا۔

"میں اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھری تھی اور آپ کو ڈرامے سوجھ رہے تھے۔" وہ ابھی بھی صدمے کی گرفت سے پوری طرح نہیں نکلی تھی۔

"روقاش...! وہ سب صورت حال کو ہینڈل کرنے کے لئے کیا تھا میں نے۔ صرف یہی طریقہ تھا تمہارے دل میں اپنی جگہ بنانے کا۔ تم نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ میں تمہارے بزنس میں انٹرسٹڈ ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو جس قدر اناڑی تم بزنس کے معاملات میں ہو اب تک میں تم سے پاور آف اٹارنی حاصل کر چکا ہوتا۔ لیکن میں تمہیں پانا چاہتا ہوں۔ اور اس کے لئے مجھے ہومی بننا پڑا۔ میں نے سوچا کہ اگر ہومی کے آگے ہار گئیں تو ہمام حیدر کو بھی رد نہیں کرو گی۔"

وہ لہجے میں تمام تر سچائی سموئے کہہ رہا تھا۔ روقاش کے دل پر سے بدگمانیاں کے پردے جیسے ہٹتے چلے جا رہے تھے۔

"آپ کو چاہئے تھا کہ مجھے بتا دیتے۔ کم از کم میں اس قدر پریشانیوں میں خود کو تنہا تو محسوس نہ کرتی۔" وہ ناراضگی سے کہہ رہی تھی۔ اس نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا ورنہ جس قدر بڑا یہ انکشاف تھا اس نے تو دماغ کی چولیں ہلا دی تھیں۔

"مجھے ڈر تھا کہ تم پھر سے بنا سوچے سمجھے کوئی فیصلہ نہ کر ڈالو۔ کیونکہ تم ڈیڈی سے بھی بات تک کرنے کی روادار نہیں تھیں مجھے تو شاید دیکھتے ہی گولی مار دیتیں۔" وہ شگفتگی سے کہہ رہا تھا روقاش کو یقین ہونے لگا کہ یہ شخص قدرت کی طرف سے اس کی مصیبتوں اور پریشانیوں کے بعد انعام کے طور پر اسے ملا ہے۔

"میں ہر پل تمہارے ساتھ رہا ہوں۔ یقین کرو ایک وہ وقت بھی آیا تھا کہ میں بالکل نہیں چاہتا تھا کہ تم مجھ سے جدا ہو کے کہیں جاؤ مگر فقط تمہاری ضد اور خوامخواہ کی انا نے مجھے روکے رکھا ورنہ اب تک صورت حال کافی مختلف ہوتی۔" وہ کہہ رہا تھا اور واقعی وہ ہر مشکل وقت میں اس کے کام آیا تھا۔ کسی بھی پل اس نے روقاش کو تنہا نہیں چھوڑا تھا۔

"میں نے..... میں نے کوئی ضد نہیں کی۔ کوئی انا نہیں تھی میری..... میں تو فقط آپ کی منتظر تھی ہمام۔ آپ آئیں اور مجھے مان بخشیں۔" اس کی آواز بھرائی۔ اس نے پہلی بار ہمام کو نام سے پکارا تھا۔ ہمام کے دل میں [illegible] سا احساس ابھرا۔

"تو تم نے مجھ سے کہا کیوں نہیں...؟"

dua786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

وہ بے سوچے سمجھے بولا۔ روقاش نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"کیا کہتی ہیں؟ کہ آ کر مجھے بیاہ کے لے جائیں؟"

وہ ناراضی سے کہہ رہی تھی۔ ہمام خفیف سا سر کھجانے لگا۔

"خیر صرف رخصتی ہی کی تو بات تھی وہ تو تم ضویا کے ذریعے پیغام بھی بھیج سکتی تھیں۔"

وہ جان بوجھ کر چھیڑنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ جب کہ اس کے الفاظ سن کر روقاش نے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا تھا۔

"آپ کے لئے یہ صرف ہے جب کہ میری تو پوری زندگی داؤ پر لگی تھی۔"

بہت برداشت کرتے کرتے بھی وہ حوصلہ ہارنے لگی تھی ہمیشہ کی طرح آنسو پورے زور و شور کے ساتھ بہنے لگے۔

"دو سال میں نے جاگ کر روتے ہوئے گزاری ہیں محض اس خیال سے کہ میں اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گئی ہوں اور آپ کے سامنے میں دو سال پریشانیاں فیس کرتی رہی اور آپ ... دیکھتے رہے میری پرابلم کو انجوائے کرتے رہے ذرا بھی تو احساس نہیں دلایا آپ نے اپنے ہونے کا۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے رونے لگی۔ ہمام کو احساس ہوا کہ وہ جس قدر حوصلے کا مظاہرہ کر رہی تھی وہ محض اداکاری تھی۔ اس کے پاس بیٹھ کر ہمام نے دھیمے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"میں اب اپنی صفائی پیش نہیں کروں گا روقاش۔ صرف اعتراف کروں گا میں مانتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا۔ لیکن اب میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا۔ ہم دونوں بہت اچھی زندگی گزاریں گے۔" وہ نرمی اور سکون سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ چہرے پر سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور آخر اس میں کامیاب بھی رہا۔ اس کی نگاہیں روقاش کے بھیگے ہوئے دلفریب چہرے پر تھیں۔

"تم اگر چاہو تو ساری عمر مجھے ہوّا سمجھ کر میرے ساتھ رہ سکتی ہو۔ میں مائنڈ نہیں کروں گا۔"

وہ بہت سادہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں روقاش کے ہاتھ جکڑے تھے اس کی آخری بات پر روقاش نے بے اختیار سسک کر اس کے مضبوط شانے پر ماتھا ٹیک دیا۔

"میں ان تکلیف دہ دنوں کو ان یادوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں تمہیں ہر صورت میں پانا چاہتا تھا اور اب یہ احساس کس قدر خوبصورت ہے کہ تم میری ہو اور میرے اس قدر قریب ہو۔" وہ خود فراموشی کے عالم میں اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے کہہ رہا تھا۔ روقاش کی ساری ذہنی ٹینشن اور تنہائی کا جان لیوا خوف آنسوؤں کے راستے بہہ رہا تھا۔ اور وہ اپنے تمام تر استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو چن رہا تھا۔ انہیں حقیر ہونے سے بچا رہا تھا۔ دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو انتہائی قربت نے روقاش کو بوکھلا دیا اس پر مستزاد ہمام کا والہانہ پن۔ اس نے بے حد گڑبڑا کر پیچھے ہٹنا چاہا تھا۔

"اب بس روقاش۔" وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ "میں نے کہا تھا نا کہ میرا تمہارا رشتہ ہی ایسا ہے کہ ہاتھ ہی نہیں دل بھی ملانا پڑے گا۔ اور اس کے لئے پہلے بہر حال ہمیں بھی ملنا پڑے گا۔"

اس کے اس قدر کھلے الفاظ پر روقاش کا چہرہ سرخیوں کی لپیٹ میں آ گیا اس نے حیا بار انداز میں ہمام کی کھلی بانہوں ہی کو اپنی پناہ گاہ سمجھا تھا۔ اس کا دل خدا کے حضور سجدہ ریز تھا۔

"تھینک گاڈ کہ تم اب میری ہو۔"

ہمام کے پر اطمینان لہجے نے اس کے وجود میں ٹھنڈے میٹھے چشمے کے بہاؤ جیسا سکون بھر دیا۔

"تھینکیو اللہ میاں۔"

اس نے نم پلکوں کو موندتے ہوئے زیر لب کہا اس کے ہونٹوں پر الوہی مسکان ٹھہر گئی تھی۔

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com